

رجسٹر ڈائری نمبر: ۲۶۵

ماہنامہ

# شمالی اسلام

بھیر پور پنجاب

اسرار کان ادارہ

مدیر مسئول

ظہور احمد بگویی

سید نذیر الحق میرٹھی

محمد رحمت اللہ ارشد



# بنیادگار

علیت جمع العیشۃ والیقوت فی بحر علم اقدار السائنہ العاقلین مولا محمد رفیع اللہ

من جانب

اراکین حزب الانصار بحیرہ پنجاب

## اغراض و مقاصد

- (۱) اندرونی و بیرونی حملوں سے اسلام کا تحفظ۔ تبلیغ و اشاعت اسلام
- (۲) اصلاح رسوم۔
- (۳) احیاء اشاعت علوم دینیہ۔

## قواعد و ضوابط

- (۱) رسالہ کی عام قیمت ڈیڑھ روپیہ سالانہ مقرر ہے۔ بذریعہ وی۔ پی پانچ آنے زیادہ خرچ ہوتے ہیں جو صاحب پانچ روپے یا اس سے زیادہ رقم بغرض اعانتہ ارسال فرما دیں گے وہ معاون خاص تصور ہوں گے۔ ایسے حضرات کے اسمائے گرامی شکرینہ کے ساتھ درج رسالہ ہوا کریں گے۔
- (۲) غریب و مفلس اشخاص اور طلباء کیلئے رعایتی قیمت سالانہ ایک روپیہ مقرر ہے۔
- (۳) ارکان حزب الانصار کے نام رسالہ مفت بھیجا جاتا ہے۔ چندہ رکیت کم از کم ۳۰ روپے ہوا کرے۔
- (۴) یاتین روپیہ سالانہ مقرر ہے۔
- (۵) نمونہ کارچہ تین آنے کے ٹکٹ ارسال کرنے پر بھیجا جاتا ہے۔ مفت نہیں بھیجا جاتا۔
- (۶) رسالہ ہر گریزی ماہ کے پہلے عشرہ میں ڈاک میں ڈالا جاتا ہے۔ دیہات کے چھٹی رسالوں کی غفلت سے اکثر رسائل راستہ میں تلف ہو جاتے ہیں۔ اسلئے جن صاحبان کو رسالہ ملے۔ وہ مہینہ کے اخیر میں اطلاع دے دیا کریں۔ ورنہ دفعہ قزوینہ وار نہ ہوگا۔

جملہ خط و کتابت و ترسیل زر بنام

منیجر رسالہ شمس الاسلام بحیرہ پنجاب ہونی چاہئے

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

ماہنامہ

# شمس الاسلام

بھیرہ (پنجاب)

جلد ۶ بابت ماہ اکتوبر ۱۹۳۵ء بقیۃ المآثر ماہ جب ۱۳۵۴ھ نمبر ۱

صفحہ	فہرست مضامین	نمبر شمار
۲	مولانا سید نذیر الحق صاحب درکن ادا	۱ خطبہ ماہ شعبان
۸	" " "	۲ معارف قرآن
۱۳	" " "	۳ آفتاب رسالت کی لعانیاں
۱۶	" " "	۴ عالم روحانیت کی سیر
۲۰	میاں سلطان احمد صاحب وجودی	۵ مسلم خوابیدہ
۲۱	مولانا سید نذیر الحق صاحب درکن ادارہ	۶ تاریخ و عبر
۲۳	" " "	۷ شذرات
۳۰	مولانا میرزا محمد بنیر صاحب تشریحی	۸ فرقہ و ہمدرت کا کارنامہ تحریف اقوال
۳۷	مدیر	۹ تنقید و تبصرہ
	مولانا خان زادہ غلام احمد خان صاحب	۱۰ بنگش مثنوی اور کلب علی شیعہ کی
۳۸	بنگش	چیٹی ملاقات
۴۴	مولانا محمد رحمت اللہ صاحب اسکند درکن ادارہ	۱۱ میرزائے قادیان کی علمی لیاقت
۴۴	مولانا احمد الدین صاحب گنگوئی (میاں لوالی)	۱۲ استفسارات کے جوابات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

## خطبہ ماہ شعبان المعظم

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي جَعَلَ شَهْرَ شَعْبَانَ مِنْ أَشْرَفِ شَهْوَيْهِ الْعَامِ وَخَصَّهُ بِأَصْنَافِ الْفَضْلِ وَالْإِنْعَامِ وَإِنَّ هَذَا الشَّهْرَ مُشْتَمِلٌ عَلَى كَيْلَةِ الْبَرَائَةِ الَّتِي فِيهَا يُقَمُّ قُلُوبُ كُلِّ مُؤْمِنٍ حَكِيمٍ مِنَ الْعَامِ إِلَى الْعَامِ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَعْبَانُ شَهْرٌ فِيهِ وَرُفُضَ شَهْرُ اللَّهِ - وَصَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ - أَمَا بَعْدُ

دین کے پرستارو! حمد و ثنا بیان کرو اللہ رب العزت ہم نواز اور جل جلالہ کی جس نے بعض اپنے فیض عظیم و لطف کریم سے بعض سال، مہینے ہفتے اور دن رات ایسے مقرر کئے جن میں صاحب ایمان و ایقان اور یوم آخرت کے طلبگار ایک اقل قلیل عمل صالح کی پونجی سے سعادت کے موتیوں سے اپنے دامن بھر سکتے ہیں اور اپنی معصیت و سیاہ کاری کی تلافی کر کے اپنے دل و دماغ کو نور ایمان سے منور کر سکتے ہیں۔ اسی قسم کے مہینوں میں سے ایک مہینہ کہ مہینہ شعبان المعظم کہلے۔ اس مہینہ میں فرزندانہ توحید کا فرض ہے کہ وہ زادا آخرت جمع کریں۔ اور اپنے قلوب و ارواح کا تزکیہ و تصفیہ کر کے دین و دنیا کی سعادتیں حاصل کریں۔ گویا شعبان شادابی روح، چمکنی ایمان اور اکتساب سعادت کا موسم بہار ہے۔

اور درود و سلام بھیجو! سرکارِ مدینہ، سرسراجِ انبیاء، شافعِ محشر، طحطا موجودات محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر جسے طفیلِ عظمیٰ ہوئی انسانیت کو راءِ ہدایت و نجات ملی، ہم خیر الام کے معزز و منقر لقلب سے سرفراز ہوئے۔ اور ہمیں سالوں و مہینوں کے فضائل و برکات کا علم ہوا۔

برادرانِ اسلام! ہمارے مسلمان ہونے کے معنی یہ ہیں کہ ہم قدم قدم پر اسوۂ رسول کا اتباع کریں۔ اپنی زندگی شریعتِ اسلامیہ کے مطابق بنائیں۔ دین و دنیا کے ہر حکم میں شریعتِ عظمیٰ کی پیروی و پابندی کو مقدم رکھیں۔ اور نیکیوں و بھلائیوں کے حاصل کرنے پر حریص ہوں۔ اپنے دل کا راحت و آرام ذکرِ الہی میں تلاش کریں اور دنیا کے عیش و آرام اور تعلقات میں بڑھ کر خدا کو نہ بھولیں۔ اگر ہماری زندگی میں یہ چیز نہ ہو تو سمجھ لینا چاہئے کہ ہم دینِ اسلام کی طرف سے مرگئے۔

آہ ہماری تو یہ حالت ہے کہ شریعتِ اسلامیہ کا ہر حکم ہماری یادداشت سے محو ہو گیا، ہمارے دل کی عبسرت اندوزیوں اور اغیر پیرویوں پر غفلت و مجہود کی اوس بڑی ہوئی ہے۔ ہمارے قوائے عملیہ بحس و بے کار ہیں۔ ہم سالوں اور مہینوں کی مسنون عبادت کو کیا خاک کرینگے۔ ہمیں تو ارکانِ خمسہ اسلامی اور

دیگر فرائض و واجبات کی پابندی و تکمیل ہی موت ہے۔ خدا کے احکام کی تعمیل سے بچنے کیلئے ہم ہزاروں چلے  
 بہانے تلاش کر لیتے ہیں۔ جب ہم نے بڑے بڑے اسلامی احکام کو پس پشت ڈال رکھا ہے۔ تو کیسے  
 امید رکھی جاسکتی ہے کہ ہم شعبان المعظم کی مسنون عبادتوں اور فضیلتوں سے بہرہ ور اور اثر پذیر ہوں گے۔  
 بتلاؤ کتنے مسلمان ہیں جو غوثہ مناز باجماعت کا التزام کرتے ہیں؟ کتنے مومن قانت ہیں جو ماہ  
 رمضان المبارک کو صائم و ذکر رہ کر گزارتے ہیں؟ کتنے خدا کے بندے ایسے ہیں جو خدا کے دیے ہوئے  
 مال کی زکوٰۃ باقاعدہ نکال کر اپنے نفس کو بھل کی غماست سے پاک کرتے ہیں؟ ہمارے حقیقی ایمان اور  
 سچی عبادت کا تقاضا تو یہ تھا کہ عالم اسلامی میں ایک مسلمان بھی بے نمازی نہ نظر آئے، رمضان المبارک  
 میں ایک مسلمان بھی بے روزہ دار نہ ہوتا۔ اور ایک مالدار مسلمان بھی تدارک حج و زکوٰۃ نہ ہوتا۔ مگر یہاں  
 تو حالت یہ ہے کہ مسجدیں ویران اور مرثیہ خوان ہیں کہ وہ صاحب ابو حاضہ حجازی نہ ہے۔ ماہ رمضان  
 خدا کی نافرمانی، بے بصیرتی، بے عملی اور غفلت و تساہل میں گزر جاتا ہے۔ اور حج کرنے و زکوٰۃ دینے والے  
 بہت تھوڑے مسلمان رہ گئے ہیں۔

برادران اسلام! آپ ہی بتائیے کہ ایسی حالت میں ہم مذہبی احکام کی بجا آوری سے علیحدہ  
 رہ کر کیسے زندگی اور ترقی حاصل کر سکتے ہیں۔ مسلمان کی زندگی اور ترقی مذہب کی پابندی سے ہے۔ اگر یہ  
 نہیں۔ تو مسلمان ایک راکھ کا ڈھیر ہے۔ کون نہیں جانتا کہ ہم نے مذہب کی پابندی، جو شش عمل  
 ایثار و تسربانی اور جذبہ سداقت ہی سے قیصر و کسریٰ کے تحت الٹ دیئے تھے۔ اب ہم میں وہ  
 بات کہاں؟

ہمارا فرض ہے کہ ہم اپنے ناظرین کے سامنے شعبان المعظم کی بصیرتیں، فضیلتیں اور رسول اللہ  
 کا اسوہ حسنہ رکھ دیں۔ اسپر عمل کرنا یا نہ کرنا ناظرین کا کام ہے۔ سو یاد رکھئے کہ اس ماہ مقدس کی سب سے  
 بڑی فضیلت تو یہ ہے کہ اسکو حضور نے اپنا مہینہ مندرمایا۔ چنانچہ ارشاد نبویؐ ہے۔ شَعْبَانُ شَهْرِي  
 وَمِنْهُ مَضَانُ شَهْرُ اللَّهِ۔ شعبان مہینہ ہے اور رمضان اللہ تعالیٰ کا مہینہ ہے۔ اس ماہ مبارک  
 میں حضور رمضان کے علاوہ نہایت دوسرے مہینوں کے سب سے زیادہ طاعت و عبادت الہی میں  
 مشغول رہتے تھے۔ یہ مہینہ عبادت کیلئے آپ کو سب سے زیادہ عزیز و محبوب تھا۔ خصوصاً روزے تو اس کثرت  
 کے ساتھ رکھا کرتے تھے کہ رمضان کے علاوہ اور کسی مہینہ میں اتنے روزے نہ رکھتے تھے۔ حضرت عائشہ صدیقہ  
 سے روایت ہے۔ مَا دَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَكْمَلَ حَيْثَامَ شَهْرٍ إِلَّا  
 إِلَّا مَضَانٍ وَمَا دَأَيْتُهُ فِي شَهْرِ الْكُرْمَةِ حَيْثَا مَكَرَفِي شَهْرِ شَعْبَانَ يَعْنِي مِنْ رَسُولِ اللَّهِ

صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا کہ بجز رمضان کے کسی مہینہ کے پورے روزے رکھے ہوں۔ اسی طرح حضرت ام سلمہؓ سے بھی روایت ہے اور اکثر محدثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ حضورؐ اس ماہ کو بہت عزیز رکھتے تھے۔ اور کثرت سے روزے رکھتے تھے۔

برادران عزیز! اب یہ بھی سن لیجئے کہ حضورؐ اس ماہ کو کیوں محبوب رکھتے تھے اور کیوں کثرت کے ساتھ روزے رکھتے تھے؟ حضرت اسامہؓ نے جناب رسالتؐ سے دریافت کیا تھا کہ حضورؐ آپ اس ماہ میں کیوں زیادہ روزے رکھتے ہیں؟ فرمایا: ذَاكَ شَهْرٌ يُقَالُ النَّاسُ عَنْهُ يَبْتَغُونَ سَجَبًا وَمَا ضَائِدُهُ وَهُوَ شَهْرٌ يَوْضَعُ فِيهِ الْأَعْمَالُ إِلَى سَائِرِ الْعَالَمِينَ فَالْحَبِيبُ أَنْ يَذِيقَ عَمَلِي وَأَنَا حَاسِبُهُ۔ یعنی یہ ایک ایسا مہینہ ہے کہ جو رب اور رمضان کے بیچ میں ہے۔ لوگ اس سے غافل ہیں۔ یہ وہ مہینہ ہے کہ اس میں بندوں کے اعمال پروردگار عالم کے حضور میں پیش ہوتے ہیں۔ اس لئے اس امر کو میں محبوب رکھتا ہوں کہ میرا عمل ایسے وقت میں پیش ہو کہ میں روزے سے ہوں۔

غور کیجئے جب حبیب خدا اور اشرف انبیاء کا یہ حال تھا کہ باوجود معصوم ہونے کے، شعبان کو عبادت گزاری میں پورا کرتے اور کثرت سے روزے رکھتے۔ تو ہم سہرا پاگانہ گاروں کا تو فرض اتم ہے کہ ہم اسوۂ رسول کے مطابق اپنے اعمال کا محاسبہ کریں۔ سابقہ نافرمانیوں سے توبہ و استغفار کریں، نمازیں پڑھیں اور کثرت کے ساتھ روزے رکھیں۔ یہ مہینہ ہمیں محاسبہ اعمال اور پاکیزگی حیات کا سبق دیتا ہے۔ اس مہینہ میں ہم شیاد قلب حاصل کر سکتے ہیں اور زاد آخرت جمع کر سکتے ہیں۔ بجز اسکے اس ماہ میں ہمارے کرنے کی اور کوئی بات نہیں۔

فرزندائے نوحید! ماہ شعبان میں ایک رات ایسی بابرکت ہے جس کا ایک ایک لمحہ گراں قدر ہے۔ یعنی شعبان کی پندرہویں شب۔ اسکے متعلق حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَنْزِلُ اللَّهُ تَعَالَى إِلَى سَمَاءِ الدُّنْيَا لَيْلَةَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ فَيُغْفِرُ لِكُلِّ مُسِيئٍ إِلَّا سَجْدًا أَوْ فِي قَلْبِهِ شُكْرًا۔ یعنی فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ شعبان کی پندرہویں شب کو اللہ تعالیٰ سماء دنیا پر ظہور فرماتے ہیں۔ پس ہر گناہگار شخص کو بخش دیتے ہیں سوائے مشرک کے اور اس شخص کے جسکے دل میں کینہ اور عداوت ہو۔ نیز حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب شعبان کی پندرہویں شب آوے تو اس رات کو عبادت کرو۔ اور دن کو وقفہ رکھو۔ کیونکہ اس رات میں اللہ تعالیٰ آسمان دنیا پر نزول فرماتے ہیں اور فرماتے ہیں۔



نہہ راتے ہیں۔

برادران ذوالاحترام! دیکھا آپ نے شعبان کی پندرھویں شب کتنی خیر و برکت والی رات ہے ہم سب کا اگر چاہیں تو اس رات میں بہت کچھ خیر و برکت حاصل کر سکتے ہیں۔ اور اپنے قلوب کو نور ایسا ان سے منور کر سکتے ہیں۔

مذکورہ بالا احادیث کی روشنی میں ہمارا فرض ہے کہ جہاں تک ہو سکے روزے رکھیں۔ اپنی زندگیوں کا احتساب کریں۔ اور حتی الامکان طاعات و عبادات میں مشغول رہیں، اپنے گناہوں سے توبہ و استغفار کریں۔ پندرھویں شب کو حبادت میں گذاریں اور خدا سے مغفرت مانگیں۔ بس اس ماہ میں جی باتیں مسنون و مشروع ہیں۔ اگلے علاوہ جو امور اس ماہ میں کئے جاتے ہیں، وہ سب بے اصل اور بعض شیطانی افعال ہیں۔

آہ منے اپنی بد بختی، نا سبھی اور کم عقلی سے ان مسنون امور کو چھوڑ کر بعض ایسے اعمال و افعال اختیار کر لیتے ہیں جو صریحاً غیر مشروع، ناجائز اور دینی و دنیوی نقطہ نگاہ سے مضر و مہلک ہیں۔ اس مہینہ کو بھی ہم خواب غفلت اور بدعات و خرافات میں کھودیتے ہیں اور شب برات کے حسنات کو سیئات سے تبدیل کر لیتے ہیں۔

اس ماہ میں ایک چیز خصوصیت کے ساتھ فضول و لغو ہے یعنی آتش بازی۔ اس کا دین سے کوئی تعلق نہیں۔ آتش بازی سراسر طفلانہ اور ہلاکت آفرین فعل ہے۔ جو مسلمان مسنون امور کو چھوڑ کر اس جہنی فعل کا ارتکاب کرتے ہیں اور اپنی دولت میں آگ لگا کر گھر بھونک تماشہ دیکھتے ہیں۔ انکی عقل و دانش کا ماتم کرنا چاہیے کہ وہ آگ سے اپنا دل پہلاتے ہیں اور انار پٹاخوں کی شون فون پر آگ لگا کر کے دوزخ کے انگاروں اور سانپوں سے کھیلنے ہیں۔

برادران محترم! شرعی نقطہ نگاہ سے کسی ماہ اور سال کا ادب و احترام محض عبادت و ذکر الہی اور عبرت و موعظت کی وجہ سے ہے۔ نہ کہ فواحشات و منہیات کے سبب۔ مگر انوس کہ مسلمان نے عقل و دین دونوں کو بالائے طاق رکھ دیا ہے۔ وہ بدعت نوازی اور خرافات پسندی سے اس درجہ مدہوش و غافل ہو گئے ہیں کہ ان سے قبولیت حق اور اثر پذیر ی کا مادہ ہی جاتا رہا۔

آپ کو چاہئے کہ آپ خود بھی خلاف شرع امور سے اجتناب کریں، اسوۂ رسول کے مطابق اس ماہ کو ذکر و عبادت الہی میں بسر کریں اور دوسرے مسلمانوں اور اپنے متعلقین کو بدعات و خرافات سے مجتنب رہنے کی تاکید کریں۔ وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللّٰهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ بِسْمِ اللّٰهِ



سَاوَلَكُمْ فِي الْقُرْآنِ الْعَظِيمِ إِنَّهُ تَعَالَى جَوَادٌ كَرِيمٌ مَلِكٌ بَرٌّ دُونَ  
سِرِّهِمْ

## خطبہ ثانیہ

الْحَمْدُ لِلّٰهِ مُحَمَّدٌ ۚ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا وَصَلَاةً وَسَلَامًا عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَأَصْحَابِهِ  
وَبَارِكًا وَسَلَامًا۔ درود اور سلام بھیرہ! خواجہ کائنات فخر موجودات افضل انبیاء و رسل حضرت  
محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر جنکے طویل و تصدیق میں ہم دین اسلام کی نعمت سے مشرف  
ہوئے۔ اور جنہوں نے ہمیں شعبان کے برکات و فضائل سے آگاہ فرمایا۔ اور درود و سلام بھیرہ! حضرات  
خلفائے راشدین حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ، حضرت عثمان غنیؓ اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ  
عنہم پر جو انبیاء علیہم السلام کے بعد تمام خلق سے افضل و بہتر تھے اور جنہوں نے رسول اللہ کے اسوۂ  
حسن کی قدم بہ قدم پیروی کر کے دنیا کے سامنے ہدایت و سعادت کی راہیں کھول دیں۔ اور درود و سلام  
بھیرہ! حضرت کی ازواج مطہرات خصوصاً حضرت خدیجہ الکبریٰؓ، حضرت عائشہؓ اور حضرت حفصہؓ پر اور  
آنحضرت کی پیاری صاحبزادیوں زینبؓ، ام کلثومؓ، رقیہؓ اور فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہن پر۔

اور درود و سلام بھیرہ! حضرت امام حسنؓ اور امام حسینؓ پر جو اپنے نانا جان کے نقش قدم  
سے سرمو تاج و تہذیب کرتے تھے، حضرت کے چچاؤں حضرت حمزہؓ اور حضرت عباسؓ پر جو شعبان کے برکات  
کے حصول کی کوشش فرماتے تھے، اور بقیہ اصحاب عشرہ مبشرہ پر جو اللہ کی رضامندی و خوشنودی  
کے طلبگار رہتے تھے۔

اور درود و سلام بھیرہ! حضرات ائمہ اہلبیت، ائمہ اربعہ، محدثین مفسرین، اولیائے امت اور  
بزرگان دین و علمائے کرام پر جنکی مبارک زندگیاں خدا اور خدا کے رسول کی خوشنودی اور تبلیغ و  
اشاعت میں گزریں۔

اے اللہ! تمام دنیا کے مسلمانوں کو توفیق ارزانی فرما کہ وہ سبحان و دل احکام شریعت کی  
پابندی کریں۔ عِبَادَ اللّٰهِ اتَّقُوا اللّٰهَ۔ اِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَارْتِئَاءِ  
ذِي الْقُرْبَىٰ وَيَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ ۚ وَلِكِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی اَعْلٰی وَاَوْلٰی  
وَالْکَبَرٰی

# معارف قرآن

## تفسیر سورہ فاتحہ

**خَبْرُ کَانُونِ اور اسکی حکمتیں** { سورہ فاتحہ کا پڑھنے والا خود انفرادی حیثیت رکھتا ہو سو یہ کہنا انفرادی حالت میں کیسے صحیح ہو سکتا ہے؟ اسکے اصل اسرار و حکم تو خداے قدوس جل مجدہ ہی جانتے ہیں۔ لیکن جہاں تک درک انسانی کا تعلق ہے۔ چند فوائد بیان کئے جاتے ہیں۔ امام محمد الدین رازیؒ فرماتے ہیں۔ یہ نون، نون، عظمت ہے۔ گویا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جب تو خارج الصلوٰۃ ہو مگر تو محض دم نہ کر۔ اگرچہ تم ہزاروں بندے ہوں۔ لیکن جب تو نماز میں مشغول ہو کر اپنی عبادت کا اظہار کرے۔ تو کہہ خعبد تاکہ ہر ایک کو معلوم ہو جائے کہ جو شخص میری عبادت کا حلقہ اپنے گلے میں ڈالتا ہے وہ دین دنیا کا مالک ہوتا ہے۔

اگر ایاك اعبد میں تیری ہی عبادت کرتا ہوں، کہا جاتا تو اس قول میں تکبر پایا جاتا ہے اور جب یہ کہا ایاك خعبد تو اسکے معنی ہوئے کہ میں تیرے عبادت گزار بندوں میں ایک بندہ ہوں اور یہ انکسار و تواضع ہے۔ گویا یہ نون ایک نمازی کو تسلیم دیتا ہے کہ تکبر و انایت چھوڑ کر انکسار و تواضع اختیار کر۔ جو شخص اللہ کیلئے تواضع اختیار کرتا ہے، اسکو اللہ تعالیٰ رفعت و منزلت عطا فرماتے ہیں۔ اور جو تکبر کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسکو پست و ذلیل کر دیتے ہیں۔ عاقل و فہیم اور اہل ایمان شخص کبھی متکبرانہ انداز سے گردن اٹھا کرتے ہیں چنانچہ

”ہند شاخ پر میوہ سر بر زمین“

نعبد کے نون کے متعلق دو ہی احتمال ہو سکتے ہیں یا تو اسکو نون جمع مانا جائے اور یا نون تعظیم۔ پہلا احتمال باطل ہے کیونکہ شخص واحد جمع نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح دوسرا احتمال بھی باطل ہے کیونکہ اظہار عبادت اور ادائے عبادت کے وقت مجرود ذلت اختیار کرنی چاہئے۔ تاکہ عظمت و رفعت۔ اگرچہ بظاہر یہ دونوں احتمال باطل معلوم ہوتے ہیں لیکن غور و فکر کرنے کے بعد دونوں صحیح ہو سکتے ہیں۔ یہ نون جمع بھی ہو سکتا ہے۔ اس صورت میں اس امر پر تنبیہ ہوگی کہ انسان کیلئے افضل و اولیٰ یہی ہے کہ وہ نماز کو جماعت کے ساتھ ادا کرے۔ اور نماز باجماعت کا جو فائدہ ہے۔ وہ ہر مسلمان کو معلوم ہے۔ نبی کریمؐ

صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:-

التَّكْبِيرُ الْأَوَّلِيُّ فِي الصَّلَاةِ  
الْجَمَاعَةِ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا

جب ایک شخص جماعت کے ساتھ نماز پڑھتا ہے۔ تو کہتا ہے نغہ اور مراد سے وہی جمع ہوتی ہے اور جب اکیلا نماز پڑھتا ہے اس وقت مراد یہ ہوتی ہے کہ میں عبادت کرتا ہوں اور ملائکہ بھی میرے ساتھ عبادت کرتے ہیں۔ گویا قول نغہ میں وہ اکیلا نمازی اور ملائکہ دونوں داخل ہیں۔ یہ دونوں ملکر عبادت کرتے ہیں اس اعتبار سے نون جمع صحیح ہوا۔

اسلامی تعلیم کی رو سے تمام مسلمان جماعتی جماعتی ہیں۔ اگر ایک ابدال کہا جاتا تو صرف اسکی نفسی عبادت کا ذکر ہوتا۔ عبادت غیر کا ذکر نہ ہوتا۔ لیکن جب کہا ایاک نعبد تو جمع مومنین کی عبادت کا بھی ذکر ہو گیا گویا ایک واحد مسلمان کی نماز تمام مومنین کی اصلاح مہمت کو شامل ہے۔ اور اس تصور سے رشتہ اخوت و مؤدت مضبوط و استوار ہوتا ہے۔ اور بخوفتہ نمازوں میں اخوت دینی کا ناقابل فراموش سبق ملتا ہے۔ (تفسیر کبیر)

اس مقام پر عبادت اور عبودیت کی حقیقت  
عبادت اور عبودیت ایک مقام عالی ہے اور اسکے شرف کو اچھی طرح ذہن نشین کر لینا چاہئے۔ بغیر اسکے عابد کو عبادت کا حقیقی لطف نہیں آتا۔ سو جاننا چاہئے کہ عبادت اور عبودیت ایک مقام عالی ہے۔ اللہ تعالیٰ سورۃ حجر کے آخر میں فرماتے ہیں:-

وَلَقَدْ نَعْلَمُ أَنَّكَ يَضِيقُ صَدْرُكَ بِمَا يَقُولُونَ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ  
وَكُنْ مِنَ السَّاجِدِينَ وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتَّىٰ يَأْتِيَكَ الْيَقِينُ ۝

یعنی ہم جانتے ہیں کہ اے نبی! آپ کا دل الہ کفار کی باتوں سے تنگ ہو گا۔ پس آپ اللہ کی پاکی بیان کریں، اسکی خوبیاں بیان کریں اور اسکے آگے ماتھا رکھیں اور تادم مرگ عبادت پر پابندی کریں۔ اس آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ عبادت ایک بڑا عظیم الشان کام ہے۔ عبادت کی پابندی سے دل کی تنگی دور ہوتی ہے۔ سینے کی کشادگی ہوتی ہے۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ عبادت خلق سے ہٹا کر حق تعالیٰ کے حضور میں پہنچاتی ہے۔ جہی تو حضور فرماتے ہیں ”نماز مومن کی معراج ہے“۔ اور حق کی طرف متوجہ ہونے سے دل کی تنگی دور ہونا یقینی ہے۔

اللہ تعالیٰ سورۃ اسراء کے شروع میں فرماتے ہیں:-

مُحَمَّدَ الَّذِي أَسْرَىٰ بِعَبْدٍ ۖ كَيْفَ لَكُمُ الْإِخْلَافُ

یعنی پاک ذات ہے وہ اللہ جو اپنے بندہ کو راتوں رات لے گیا۔

اس آیت مبارکہ میں واقعہ معراج کی رات کا ذکر ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے ”عہد“ کا عقد استعمال فرمایا ہے۔ اگر عبادت و عبادت میں سے بڑھ کر کوئی اور مالی منصب اور شرف و بزرگی کا مرتبہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ المعراج جیسے مالی منصب کے ذکر کے وقت اسی کا ذکر فرماتا پس ثابت ہوا کہ عبودیت کا درجہ تمام مراتب پر فائز ہے۔

تمام مراتب سلوک کے مقامات کا مجموعہ دو مقام ہیں۔  
**ربوبیت و عبودیت کی معرفت** [اول ربوبیت کی معرفت۔ دوسرا عبودیت کی معرفت]

یعنی پروردگار عالم کی پہچان اور عبودیت کی شناخت۔ ان دونوں مقاموں کے حاصل ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ کا وہ عہد حاصل ہوتا ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اس آیت مقدس میں کیا ہے۔  
 وَأَوْفُوا بِعَهْدِي أُوفِ بِعَهْدِكُمْ  
 اس میں اللہ تعالیٰ اپنے بند و اسے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ اس عہد کی پابندی کریں جو انہوں نے اپنے خدا کے ساتھ کیا تھا۔ اس اہم عہد کا نتیجہ ہو گا کہ اللہ بھی اپنے وعدہ کو پورا کرے گا جو اُن سے کیا تھا۔ بندوں نے اللہ تعالیٰ سے لیا عہد کیا تھا یہی کہ وہ ہمارا رب ہے ہم اسکی راہوں چلیں گے اسکی حقوق اور حکموں کی محافظت کریں گے۔ اور اسکی آواز کو سنیں گے۔ اور خدا سے قدوس نے اپنے بندوں سے کیا عہد کیا تھا یہی کہ ہم ان کو روحانی و جسمانی بادشاہتیں نوازش کریں گے۔

سو سورۃ فاتحہ میں الحمد للہ رب العالمین سے لیکر مالک یوم الدین تک خدا کی ربوبیت مذکور ہے۔ اس طرح کہ بندہ کا اول عدم سے وجود میں آنا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ خدا معبود ہے۔ پھر حالت وجود میں روحانی و جسمانی پرورش حاصل کرنا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ خدا تعالیٰ رب، رحمن اور رحیم ہیں۔ پھر اس دنیا کی زندگی کے بعد احوال معاد اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ وہ مالک یوم الدین ہے ان سب صفات کی حقیقت یہی نشین کر لینے کے بعد معرفت ربوبیت کا کمال حاصل ہوتا ہے۔

اسکے بعد معرفت عبودیت کا درجہ ہے وہ ایاک نعبد و ایاک نستعین سے حاصل ہوتی ہے۔ اس کا کمال یہ ہے کہ بندہ بخوبی جان لے کہ بغیر اللہ تعالیٰ کی توفیق کے اسکی معصیت سے بچنا محال ہے۔ جب تک اللہ تعالیٰ توفیق نہ دے اسکی عبادت و اطاعت کیلئے قوت حاصل نہیں ہوتی۔ جب بندہ اس تقنین کو اپنے دل میں جگہ دیتا ہے تو اپنے دین و دنیا کے تمام مطالب و مقاصد حاصل کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ سے

استغاثت چاہتا ہے۔

ایک نکتہ لطیفہ سورہ فاطر کی تلاوت کرنے والا الحمد للہ سے یوم الدین تک توفیق کو پہنچاتا ہے اور ایاک نعبد سے آخر تک غیبت سے خطاب کی طرف انتقال کرتا ہے اس میں کیا فائدہ ہے؟ حضرت امام فخر الدین رازی فرماتے ہیں کہ نمازی نماز کے مشروع کے وقت اجنبی ہوتا ہے اس لئے مالک یوم الدین تک اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء غائب کے صیغوں سے کرتا ہے۔ پھر گویا اللہ سبحانہ و تعالیٰ اس سے کہتا ہے کہ تو نے میری حمد کی اور تو نے اس بات کا اقرار کیا کہ میں اللہ، سرب، رحمن، ساحیحہ اور مالک یوم الدین ہوں۔ سو اس کے صلہ میں ہم نے تیرے سامنے سے حجاب غیبت کو اٹھا دیا ہے اور تیری دوری کو قریب سے بدل دیا ہے۔ اب تو ہم سے براہ راست خطاب کر۔

### ایَّاكَ نَسْتَعِينُ

اس حمد میں کمالِ مجد و عزت کا تصور پیش کیا گیا ہے۔ یعنی جب تک اللہ تعالیٰ کی مدد سے ہمت و توفیق نہ ہو بندہ اسکی معصیت سے نہیں بچ سکتا۔ اور عبادت کی راہوں پر قدم نہیں مار سکتا۔ اسی لئے بندہ کی زبان سے کہلوایا کہ اے اللہ! ہم تجھ ہی سے استغاثت چاہتے ہیں۔ معصیت اور توفیق کا طلب کرنا عبادت کا کمال ہے۔

کوئی کہنے والا کہہ سکتا ہے کہ کس کام کے لئے استغاثت یعنی مدد طلب کرنا اس کام کے شروع کرنے سے پہلے مناسب ہے نہ کہ ایک مشروع کرنے کے بعد۔ گویا ہاں ایاک نعبد یعنی عبادت شروع کرنے کے بعد ایاک نستعین کو ذکر کر لیتے ہیں۔ اس میں کیا حکمت ہے؟ سو اسکی کئی وجہیں ہیں (۱) گویا نمازی کہتا ہے کہ اے اللہ! عبادت تو میں نے مشروع کر دی ہے۔ لیکن اس کے اتمام کے لئے میں تجھ سے مدد چاہتا ہوں۔

دوسرا نکتہ نستعین کے معنی میں ہیں کہ سوائے تیرے ہم کسی سے مدد نہیں چاہتے۔ اور انکی وجہ یہ ہے کہ تیرے سوا کوئی دوسرا میری اعانت جب کر سکتا ہے کہ تو اسکی اعانت کرے میری مدد کیلئے سو جب میری اعانت سوائے تیری اعانت کے پوری نہیں ہو سکتی تو ہم کیوں کسی دوسرے کی اعانت پر بھروسہ کریں ہمیں تیری ہی اعانت کافی ہے۔

ایاک نستعین کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ عبادت سے جو غرور پیدا ہوتا ہے اس سے مقصود اس عجب اور غرور کو زائل کرنا ہے۔  
دفعہ تیسرا



ایک انبیاء کے بعد ایک نشتین کہنے سے مراد یہ ہے کہ عبادت الہی کی توفیق بھی خدا سے طلب کی جائے۔  
بغیر اسکی استغاثت کے انسان عبادت نہیں کر سکتا۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ

دکھا ہم کو سیدھی راہ۔

یعنی اسے اللہ اہم کو راہ ہدایت پر قائم رکھ۔ اور اسی راستہ پر چلا جس پر تیرے نیک و اطاعت شعار بندے  
چلتے رہے ہیں۔

**طلب ہدایت کا صحیح مفہوم** اس طلب ہدایت پر ایک اعتراض وارد ہوتا ہے، وہ یہ کہ اس  
مومن یقیناً ہدایت پر ہوتا ہے۔ تو پھر ہدایت کی طلب کرنا تحصیل حاصل ہے اور یہ بات کلام الہی کے شایان شان نہیں  
اس کا جواب صاحب تفسیر کبریٰ نے دیا ہے کہ ہم نے ماننا ہدایت ہے۔ لیکن یہ کہاں سے معلوم ہوا کہ ہدایت کے تمام  
ارکان نمازی میں مختصر ہیں اور نماز و ایمان ہی کا نام ہدایت ہے۔ ہدایت صرف اعمال ظاہریہ کی ادائیگی ہی میں مختصر  
نہیں۔ بلکہ یقین قلبی اسکے ارکان میں سے ہے پس نمازی کا مطلب طلب ہدایت سے یہ ہے کہ جس ہدایت پر ہیں ہوں  
مجھے اس پر ثابت قدم رکھ میرے باطن کو ظاہر کے مطابق کر دے، جو ارکان مجھے معلوم نہیں انکی معرفت اور ادائیگی  
کی توفیق دے اور مجھے کلی طور پر اپنا بنا لے۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ طلب ہدایت سے مراد مرضات الہیہ پر چلنے میں شدائد و مصائب برداشت  
کرنے کی طاقت طلب کرنا ہے۔ یعنی نمازی اپنے مولا سے عرض کرتے ہیں کہ خداوند! مجھے ایسی قوت برداشت  
اور ایسا جذبہ اطاعت دے کہ اگر توجھے میرا شاد رخ کرے گا حکم دے تو میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرح  
تیار ہو جاؤں۔ اگر توجھے سمندر میں کود پڑے گا حکم دے تو میں حضرت یونس علیہ السلام کی طرح اپنے آپ کو  
سمندر کے حوالہ کر دوں۔ وغیرہ۔

تیسرا جواب علامہ نے یہ دیا ہے کہ ہر ایک اخلاق کی دو طرفیں ہوتی ہیں۔ افراط اور تفریط اور یہ  
دونوں مذموم ہیں اور اعتدال و مینا نہروی عدل و ثواب ہے۔ یہی مطلوب و محمود ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ  
وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا۔ اور ہم نے تم کو امت وسط بنایا ہے۔ پس نمازی اس میں اعمال  
و اخلاق میں اپنے مولا سے اعتدال و توسط پر چلنے کی توفیق مانگتا ہے۔ (باقی آئندہ)

# آفتابِ سالت کی لمعائیاں

## اعتصام بالکتاب والسنتہ

پچھلی امتیں کیوں گمراہ ہوئیں؟ اسلئے کہ انکے پاس کتاب بھی سنت نہ تھی۔ یہود و نصاریٰ کے علماء نے اپنی مرضی کے مطابق اپنی کتابوں کو بنالیا اور تحریف و تبذیل تو انہیں الہیہ کی صورتیں منجھ کر دیں۔ اسی طرح اگر مسلمانوں کے پاس بھی کتاب کے ساتھ سنت نہ ہوتی تو یقیناً دین اسلام کا بھی وہی حال ہوتا جو موسوی اور عسوی دین کا ہوا۔ گویا اللہ تعالیٰ نے حدیث نبویؐ سے قیامت کے لئے دین الہی کو تحریف انسانوں سے محفوظ و مستحکم کر دیا۔

اگر قرآن کے ساتھ حدیث کی پیروی لازم نہ ہو تو ہر شخص اپنی رائے، میلان طبعیت اور خواہش نفس کے مطابق قرآنی آیات کی تاویل و تفسیر کر کے گمراہ ہو جائے۔ بعض آیتیں کسی معنوں کو مختل ہیں۔ ہر شخص اپنی غرض کے مطابق معنوں کو ترجیح دے سکتا ہے۔ منشاء الہی کو بدل سکتا ہے۔ اور قرآنی آیات کو جاوے جا استعمال کر سکتا ہے۔ اسی چیز نے یہود و نصاریٰ کو تباہ کیا۔ غرض صرف قرآن کو کافی سمجھنا ایک ایسی گمراہی اور لالچہ بھی ہے کہ مذہب ایک بچوں کا کھیل بن جاتا ہے۔

جب ایک معمولی کتاب میں فہم انسانی ایک نہیں ہو سکتا تو کتاب الہی میں فہم انسانی کیونکر مطابق ہو سکتا ہے۔ جو جسکی مرضی ہوگی وہی قرآن سے سمجھے گا اور اپنی عاقبت برباد کر لے گا۔ پس کوئی مسلمان حدیث نبویؐ کے بغیر عامل بالقرآن ہو ہی نہیں سکتا۔

شاید کسی کے دل میں یہ شبہ پیدا ہو کہ جب یہ صورت ہے تو صحابہؓ کی نسبت کیا کہا جائے گا جو حدیث نبویؐ کے بغیر عامل بالقرآن تھے؟ یہ بات ہی سب سے غلط ہے۔ صحابہؓ حدیث نبویؐ ہی کے ذریعہ عامل بالقرآن تھے یعنی انہوں نے صاحب قرآن کو اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا اور قرآن کو خود صاحب قرآن سے سیکھا تھا۔ پھر تابعین نے صحابہؓ سے قرآن کو سیکھا۔ تبع تابعین کے زمانہ میں چونکہ صاحب قرآن سے قرآن سیکھنے والے یعنی صحابہؓ نہ رہے تھے اسلئے عمل بالقرآن کا دار و مدار حدیث نبویؐ پر آٹھیرا۔

حدیث کیسے؟ ہر وہ قول، فعل، تقریر اور صفت جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے صحیح اور قطعی طور پر منسوب ہو وہ حدیث ہے۔ حدیث قرآن کی بہترین سچی، حقیقی، اصلی عملی اور خالص تفسیر ہے۔ اور خود سرور کائنات صلعم ہمارے لئے اسوۂ حسنہ ہیں۔ ارشاد باری ہے:-

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ تَهَارَى لَهُ رُسُلُ اللَّهِ سَلَّمَ هِيَ نَبِيكَ مَوْزَنْهَ  
کون نہیں جانت کہ حضور کی ذات اقدس پر تمام کمالات انسانی اور مراتب و درجات عالیہ ممکنہ  
ختم ہو گئے۔ آپ نے اکملات سے دوسروں کو بھی فیضیاب کیا۔ قرآن پر خود عمل پیرا ہو کر اور ہم قرآن  
بن کر دوسروں کے سامنے قرآن کا عملی نمونہ پیش کیا۔ یعنی اسلام کا تعلیمی پہلو قرآن نے مکمل کیا اور عملی پہلو  
احادیث نبوی نے دکھا کر مستحکم کیا۔ اس بنا پر ہمارا دعویٰ ہے کہ دنیا کا سچا کامل، الہامی، فطری اور  
نجات دہندہ مذہب صرف اسلام ہے۔ اس لئے کہ وہ اپنے علمی و عملی دونوں پہلو رکھتا ہے۔ وہ محض تعلیم ہی  
نہیں دیتا۔ بلکہ نمونہ بھی دیتا ہے۔ اسکے علم و عمل دونوں کامل اور دائمی ہیں۔ اسکے مقابل میں تمام مذاہب  
ناقص، نامکمل، غیر فطری اور فلاح و نجات کا ذمہ لینے سے انکاری ہیں۔ اس لئے کہ وہ تعلیم تو دیتے ہیں۔ مگر عملی نمونہ  
نہیں پیش کرتے۔ گویا اسلام ایک زندہ مذہب ہے اور باقی مذاہب مردہ۔ اگر اسلام میں بھی صرف  
قرآن ہی کو واجب الاتباع گردانا جائے۔ تو اسلام بھی دیگر مذاہب کی طرح مردہ سمجھا جائے گا۔ اور وہی  
الزام اسلام پر بھی وارد ہو گا جو دوسرے مذاہب پر وارد ہوتا ہے۔

مسلمانوں کو یاد رکھنا چاہئے کہ سچا اکمال اور ابدی مذہب وہ ہے جو کائناتی تعلیم کے ساتھ عملی نمونہ بھی رکھتا ہو۔ اور وہ عملی نمونہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ اور احادیث نبویہ ہیں۔ دنیا میں اور بھی ہزاروں رفیقا، مجدد، مصلح، ہادی اور بانیان مذاہب گذرے ہیں جنکے متبعین دعویٰ کرتے ہیں کہ ہمارا ہادی کی سیرت اپنے اندر عملی نمونہ رکھتی ہے اور انسانی نجات و فلاح اسی میں منحصر ہے۔ مگر سوال یہ ہے کہ شارعین، ادیان اور بانیان مذاہب کے سوانح حیات اور سیرتوں میں سے کس کی سیرت انسانی سوسائٹی کیلئے ایڈیل زندگی یا دائمی نمونہ اور فلاح و نجات کا ذریعہ ہے؟ سو عقل انسانی کے نزدیک دائمی سیرت اور نمونہ تقلید اسی باقی مذہب اور شارع دین کی زندگی ہو سکتی ہے جس میں یہ چار پائیاں جاہیں۔ تاریخیت، جامعیت، کاملیت، اور عملیت۔

رَسُولُ اللَّهِ كَأُسْوَةٍ حَسَنَةٍ لِّبَنِي نَوْعِ الْإِنْسَانِ كَيْلَهُ كَامِلٌ وَرَدَّ أَيْ نَمُونَهُ

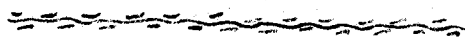
اسلئے کہ یہ چاروں باتیں صرف ہمارے حضور کی سوانح حیات میں پائی جاتی ہیں۔ دنیا کے تمام شاعرین ادیان اور بائبلان مذاہب میں سے صرف بانی اسلام صلعم ہی کو تاریخی عظمت و وقعت حاصل ہے۔ بانی کسی مذہب کے بانی اور ہادی کو تاریخی اہمیت حاصل نہیں۔ ان کے نام اور مختصر حالات کے سوا اور کسی چیز کا پتہ نہیں۔ اگر کچھ حالات یا سے بھی جانتے ہیں تو چونکہ دنیا کی کوئی قوم مسلمانوں کی طرح اپنے فن و روایت و روایت نہیں رکھتی

اس لئے وہ محض قیاسات و ادہام اور فسانوں کی حیثیت رکھتے ہیں اور ان کی نسبت ہم کوئی قطعی رائے قائم نہیں کر سکتے۔

دیگر بانیان مذاہب کے سوانح حیات عام طور پر شک و شبہ کے پردوں میں مستور ہیں۔ ان کی سیرتیں ناقص اور ادھوری شکل میں ہیں۔ انہوں نے جو تعلیم دنیا کے سامنے پیش کی اس تعلیم کے مطابق الکا عملی نمونہ نہیں ملتا۔

مگر حلقہ بگوشان اسلام کا دعویٰ ہے اور اعدائے اسلام بھی اسکو تسلیم کرنے پر مجبور ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی قول یا کوئی فعل اور کوئی امر از پیدائش تا وفات ایسا نظر نہیں آتا جو آپ کے سوانح نگاروں، مؤرخوں اور نقادوں نے سپرد قلم نہ کیا ہو۔ آپ کی زندگی کے چھوٹے بڑے تمام واقعات پوری تفصیل اور جامعیت کے ساتھ سیرت کی کتابوں میں محفوظ ہیں۔ آپ کی زندگی کا کوئی حصہ ایسا نہیں جو پردہ راز اور گوشہ گناہی میں پڑا ہو۔ آپ کے بچپن کے اخلاقی و عادات کی گواہیاں دشمنوں کی زبان سے موجود ہیں۔ شباب کا پاکیزہ زمانہ اپنی قدوسی شان کے ساتھ سیرت کی کتابوں میں درخشاں ہے۔ آپ کے دن کے افعال اور رات کی زندگی باورِ ناز و تفصیل کے ساتھ دعوتِ نظر دے رہی ہے۔ آپ کا روز و شب کا عمل درآمد نہایت صفائی کے ساتھ ہماری آنکھوں کے سامنے موجود ہے۔ اور آپ کی حیات طیبہ ایسی صفائی سے نظر آ رہی ہے کہ باوجود ساڑھے تیرہ سو سال گزرنے کے گویا ہم خود اُس زمانہ کے حالات کو اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کر رہے ہیں۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ صرف رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات اقدس ہی اس لائق ہے کہ اسکو دنیا کے لئے کامل اور دائمی نمونہ کہا جاسکے۔ آپ ہی دنیا کے نجات دہندہ مصلحِ عظم اور خدا کے آخری نبی ہیں۔ اگر اس میں کسی اپنے یا غیر کو شبہ ہے اور دوسرے مذاہب والوں میں کچھ دم خم ہے۔ تو وہ آئیں اور اپنے ہادیوں کو اس معیار پر پورا اتار کر دکھائیں۔

کیا احادیث کے منکر اسلام کے اس شرف و امتیاز کو مٹانا چاہتے ہیں؟ کیا وہ دنیا کو یہ بتلانا چاہتے ہیں کہ رسول اللہ کا اسوۂ حسنہ بنی نوع انسان کے لئے کامل اور دائمی نمونہ نہیں؟ اور کیا وہ مسلمانوں کو قرآن کی بہترین اور اصلی تفسیر سے محروم کر کے لاندہی اور گمراہی کا دروازہ کھولنا چاہتے ہیں؟ اگر یہی بات ہے۔ تو وہ حماقت و نادانی کے اندھے کنوئیں میں پڑے ہوئے ہیں۔ اور اسلام کے بدترین دشمن ہیں۔



# عالمِ روحانیت کی سیر

## تصفیہ قلب کی اہمیت

دل کی حفاظت بہت مشکل ہے۔ اس لئے کہ دل میں عقل اور خواہش ہے۔ ہمیشہ ان دونوں شیطان اور فرشتہ اسکو خیر و شر کی طرف بلاتے رہتے ہیں۔ نیکی بدی کے پریشان خیالات کی بارش دل پر تیروں کی طرح ہوتی رہتی ہے۔ اور انسان کو ان کے روکنے کی قدرت نہیں۔ پس انسان ضعیف البیان دل کی حفاظت کیسے کر سکتا ہے۔ جبکہ نفس بھی اسکو پیچھے لگا ہوا ہے۔ اس دشمن ایمان کی وجہ سے دل نیکی سے بچ صلاح سے فساد اور ایمان سے کفر کی طرف جلدی اور تیزی سے دوڑتا ہے۔ اسکی لغزش ابتداء میں محسوس ہوتی ہے۔ لیکن انجام کار قسارت قلبی تک نوبت جا پونہمچی ہے۔ اور قسارت قلبی پناہ بخدا ایسی ہلاکت آفریں اور بری چیز ہے کہ دین و دنیا دونوں تباہ ہو جاتے ہیں۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ جب انسان گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک نقطہ سیاہ ہو جاتا ہے اگر جلدی ہی احساس ندامت ہو گیا اور توبہ کرنی تو دل صاف ہو جاتا ہے۔ ورنہ وہ سیاہی جمی رہتی ہے اور گناہوں کی کثرت سے وہ سیاہی بڑھتی جاتی ہے۔ حتیٰ کہ دل بالکل سیاہ ہو جاتا ہے۔ پھر بے کام کا احساس نہیں رہتا۔ نیکی کوئی بات اثر نہیں کرتی۔ انسان نفس و شیطان کے بس میں آ جاتا ہے۔ نیکی کا فرشتہ اسکی اصلاح سے مایوس ہو جاتا ہے۔ اور مصیبت شعاری و سیاہ کاری اس کے دل پر پوری طرح قبضہ جمالیتی ہے۔ یہ ہے قسارت قلبی اور رین۔ اللہ تعالیٰ اس قسارت قلبی کے متعلق فرماتے ہیں:-

ثُمَّ قَسَتْ قُلُوبُكُمْ مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ فَهِيَ كَالْحِجَامَةِ اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةً  
پھر اس کے بعد تمہارے دل پتھر کی مانند ہو گئے۔ اس سے بھی زیادہ سخت ہو گئے۔

آج مسلمانوں میں کثرت کے ساتھ وعظ ہوتے ہیں، دہواں دار تقریریں کی جاتی ہیں اور مضامین لکھے جاتے ہیں مگر کچھ اثر نہیں ہوتا۔ خدا اور رسول کے احکامات سنتے ہیں اور سن کر اڑا دیتے ہیں۔ گویا محض دماغی تقریر کیلئے سنتے ہیں عمل سے سروکار نہیں۔ یہ کیوں ہے؟ قلب سخت ہو گئے ہیں۔ اور گناہوں نے ان پر بری طرح قبضہ کر لیا ہے۔ ان کے دل کی سختی پتھروں سے بھی بڑھ گئی ہے۔ دوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:-  
بَلَىٰ مَنْ كَسَبَ سَيِّئَةً وَّ اَحَاطَتْ بِہِ



خَطِيئَتُهُ فَأُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ  
گناہ لے گھیر لیا۔ یہی لوگ دوزخ والے ہیں۔  
اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

جب ایک شخص بدی کام کرکے ہوتا ہے، بار بار گناہ کئے جاتا ہے۔ توبہ و استغفار سے اسکی تلافی نہیں کرتا اور اس سے بچنے کی کوشش نہیں کرتا بلکہ گناہ میں اور زیادہ لذت و حظ نفس محسوس کرتا ہے تو ہدایت و رشد کے تمام راستے بند ہو جاتے ہیں۔ بد اخلاقی کی آگ عقل و ہوش کو جلا دیتی ہے اور وہ معصیت کی کچڑ میں دھنسا چلا جاتا ہے۔

اسکا علاج کیا ہے؟ تصوف، تصوف کی طاقتیں ہی شقاوت قلبی کا علاج ہیں بشرطیکہ قلب سے اصلاح پذیری کی صلاحیت نہ جاتی رہی ہو۔ شیخ کامل کی توجہ دل سے رنگ کہ دورت اڑا دیتی ہے اور برائیوں کے لشکر کو شکست دیکر نیکی کی منزل میں لے آتی ہے۔ ایک بزرگ کا ارشاد ہے:-

جب تک سر پہ اور سر میں سودا، دل پہ اور دل میں سودا۔ یار کا مجید یا نامشکل گھاٹی اور کڑی منزل ہے۔ اس پر بھی ہوس ہو تو دونوں ہاتھ خالی کر کے رحمت کی طرف پلکے۔ دل کو پوری طرح صاف کر کے محبت کی طرف بڑھے۔ تردد امنیوں سے پاک ہو کر نیکی کا دامن بکڑے اور سلامتی کے سیدھے راستے سے ایک قدم بھی نہ چو کے۔ آگے زبان لال ہے اور ایک حرف کی بھی مجال نہیں۔

تصوف اور صوفیہ سے کیا مراد ہے؟ تصوف سے مراد وہی دل کی صفائی ہے جسکی ضرورت ہواہمیت پر ہم پچھلے رسائل میں بالتفصیل روشنی ڈال چکے ہیں۔ یعنی تصوف اسلامی تعلیمات کا منہائی نظر اور مقصد حقیقی ہے۔ انسانوں اور جنوں کی پیدائش کی واحد غرض معرفت و عبادت الہی ہے۔ اور یہ غرض بدرجہ اتم کتاب اللہ سنت رسول اللہ سے پوری ہوتی ہے۔ اور کتاب و سنت، اجماع امت اور قیاس شرعی کے مجموعہ ہی کو مذہب اسلام کہتے ہیں۔ مذہب ہی ہے جو انسانوں کو صحیح طور پر مسائل معرفت اور عبادت کے طریقے بتلاتا ہے۔ پس اسلامی تصوف، کتاب و سنت سے خارج کوئی علم نہیں۔ جو جاہل، مناشی اور مکار پر مسلمانوں کو یہ کہہ کر علماء سے بدظن و متفرک کر دیتے ہیں کہ یہ اہل ظاہر ہیں اور ہم اہل باطن اور شریعت الگ ہے اور طریقت جدا مولوی لوگ حقیقت و طریقت کو کیا جانتے ہیں۔ ہم سینہ بسینہ علم کے مالک ہیں وغیرہ وغیرہ۔ وہ شریعت اسلام کے دشمن، بندہ زور اور دین و ایمان کے ڈاکو ہیں۔ اور ان پر حماقت و نادانی کا ابلیس مسلط ہے۔

جاہل اور مناشی سپی پیرن کا ناطقہ بندہ کے دو ٹوٹے الگ الگ ظاہری اور باطنی

نہیں۔ تقسیم و تفریق عز و جاہ کے جمو کوں نے اسلام سے بغاوت کر کے کی ہے۔ ورنہ اسلام نے کوئی ایسی تفریق ہندو مذہب کی طرح روا نہیں رکھی جس سے ایک طبقہ خاص باقیوں سے علیحدہ ہو گیا ہو اور اس کو کتا و سنت کے علاوہ علیحدہ طور پر سینہ بسینہ کوئی مخفی علم دیا ہو۔ مذہب اسلام نے اپنے مسائل کی تفسیر پر دو مختلف طریقوں سے ہرگز نہیں کی کہ ان میں سے ایک طریقہ علمائے ظاہر کے ساتھ خاص ہو گیا اور ایک پر باطنی فرقہ قبضہ کر لیا حقیقت یہ ہے کہ حصول اعزاز و امتیاز کیلئے بعض خود ساختہ اور جلد جوئی باطنی اور فری پوروں نے مذہبی تقسیم کے دو ٹکڑے کر دیے۔ ایک ظاہری عوام کیلئے اور ایک باطنی اپنے اپنے لئے اس باطنی پردہ میں ٹھکرا دیا اپنے آپ کو اسلامی آداب و ارکان کی پابندی سے آسانی آزاد کر لیتے ہیں اور اور دل کول کر احکام شرع کی توہین و تذلیل کرتے ہیں۔ ایسی ہی جاہل اور خلاف شرع پیروں کے لئے صاحب مجالس الابراہر فرماتے ہیں۔ ذرا کان کول کر سنئے:-

وبعض الناس في هذا الزمان يدخلون  
الحلوة ثلثة ايام واكثر ثم يخرجون  
مضاواذا فعلوا ذلك مرة او مرتين  
يدعون نيل الاحوال والوصول الى  
مقامات الرجال مع انهم يرتكبون ما  
يخالف الشرع الثم يفتواذ انكر عليهم  
ما ارتكبوه يقولون حرمة ذلك  
في العلم الظاهر وانا اصحاب العلم  
الباطن وانه حلال فيه وان الوصول  
الى الله لا يكون الا برفض العلم الظاهر  
وانكم تأخذون من الكتاب والسنة  
وانا بالحلوة وهمة الشيخ لصل الى  
الله تعالى فينكشف لنا العلوم فلا  
نحتاج الى مطالعة الكتاب والقرأة  
على الاستاذ واذا صدقنا ما مكرهه  
او حرما نفى عنه في المنام فنهف

اس زمانہ میں بعض لوگ تین دن یا اس سے زیادہ  
خلوت میں بیٹھتے ہیں پھر اپنی خلوت سے نکلے ہیں۔  
جب وہ ایسا ایک دو مرتبہ کر لیتے ہیں تو وصول الی اللہ  
اور حالات سلوک کا دعویٰ کرنے لگتے ہیں اور کہتے  
ہیں کہ ہم مقامات اہل اللہ کو پہنچ گئے۔ حالانکہ وہ  
شرع شریعت کے خلاف امور کا ارتکاب کرتے ہیں  
اگر کوئی مافی شرع انکو خلاف شرع امر پر ٹوکے تو  
کہتے ہیں کہ اسکی حرمت علم ظاہر میں ہے اور ہم باطنی  
علم واسے ہیں اس میں یہ حلال ہے اور اللہ تک  
پونہچنا علم ظاہر کے چھوڑ دینے پر موقوف ہے۔ تم کہ بے  
سنت سے تسک کرتے ہو اور ہم خلوت اور شیخ کی توجہ  
کے ذریعہ اللہ تک پہنچتے ہیں دیکھتے تم لوگ علم ظاہر  
ولے قرآن وحدیث کے سرف مسائل جلتے ہو اور  
ہم خلوت وتوجہ شیخ سے خدا تک پہنچتے ہیں۔ اس دانستہ  
کو یہ مولوی کیبا نہیں اسہم ہم پر علوم باطنی کھل جاتے  
ہیں۔ تو پھر قرآن کسی استاد سے پڑھنے کی کیا ضرورت ہے

الحلال والحرام وما قلتم اذله حرام  
لمننه عنه في المتام فعلنا انه ليس  
بمحرم ونحو ذلك من الترميمات التي  
كلها الحاد وضلال اذ فيه اخذ راء  
للملة الخفية والشرعية النبوية وعدم  
الاعتقاد على الكتاب والسنة واجماع  
الامة فالواجب على من سمع امثال  
تلك الاقاويل الباطلة لا انكار على قائله  
والجزم ببطالان كلامه بلا شك ولا تردد  
ولا توقف ولا فهو يكون من جملتهم  
ويحكم عليه بالزينة فانهم بما كانوا  
في الاعتقاد وبمناهج الترتيب كان بينهم  
وبين الشيطان مناسبة فيريد منهم بعض  
الازمان اشياء من الانوار وغيرها  
فيغترون بها ويظنون انهم محسنون  
وعند الله مكرمون ولا يعلمون ان  
الشيطان لا يزال يحس لاهل الخلو و  
اسر باب الباطنة ان يعملوا بحجهم  
وسرؤا هم من غير تحكيم الشرع فيها  
فيقولون القلب اذا كان محفوظا مع الله  
فعالي يكون خواطره معصومة عن الخطاء  
وهذا من اعظم كيد العدو وفيهم  
(محاسن الاراء ۱۳۵۵ھ)

دقرآن و حدیث کی قیل و قال فضول ہے نفوذ باللہ  
اگرچہ سے کوئی مکروہ یا حرام فعل سرزد نہ تو ہمیں اس پر  
خواب میں متنبہ کر دیا جاتا ہے اور ہم اس طرح حرام و  
ملاک کو جان لیتے ہیں۔ اور جس چیز کو تم حرام بتلاتے ہو  
اور اس کے متعلق ہم خواب میں مطلع نہیں ہوتے تو ہم جان  
لیتے ہیں کہ وہ حرام نہیں۔ اس قسم کی تمام کو اس سرسبز  
بے دینی اور گمراہی ہے، اسلئے کہ اس میں ملت خفییہ اور  
شریعت نبویہ کی توہین و حقارت ہے اور کتاب سنت  
واجماع امت پر عدم اعتماد پس اس قسم کی گمراہی  
اور خالائے باتیں سننے والے پر لازم ہے کہ ان پر انکار  
ہی نہ کرے بلکہ بلا شک و تردد کے قطعیت کے ساتھ انکے  
کلام کا باطل ہونا یقین کرے۔ ان تمام باتوں میں توقف  
نہ کرے اور ان پر ایمان نہ رکھے۔ کیونکہ  
جن لوگوں کے ایسے عقاید ہوں اور اس گمراہی و مرتبہ  
کو پونچھے ہوئے ہوں ان میں اور شیطان میں باہمی  
مناسبت ہے۔ شیطان بعض کچھ انوار وغیرہ دکھا  
دیتا ہے۔ اس سے وہ دھوکھا جاتے ہیں اور گمان  
کرتے لگتے ہیں کہ وہ اچھے ہیں دزرگی کے مرتبہ کو پونچھ گئے  
اور اللہ کے نزدیک وہ عزت والے ہیں اور نہیں جانتے  
کہ شیطان نے انکی مت مار رکھی ہے۔ اسی طرح شیطان  
ہمیشہ اہل غلو و ریاضت کو بکے فاسطرت اور  
خوابوں کو بغیر تحکیم شرع کے اچھا دکھاتا ہے اور وہ القار  
شیطانی پر عمل کرتے ہیں نیز وہ کہتے ہیں کہ جب قلب  
اللہ قفلے کے ساتھ محفوظ ہو تو ان کے خاطر بھی خطا ہے معصوم ہوتے ہیں۔ یہ ان کے دشمن شیطان کا بہت  
بڑا مکر و فریب ہے۔

# مسلم خوابیدہ

رمیاں سلطان احمد حسنا۔ اوجودی ایم۔ آر۔ اے ایس لندن

بس بہت سوچے۔ اب سونے کا وقت نہیں۔

کارواں چلے۔ قافلہ بڑھے۔ وقت کم ہے۔ اور منزل زیادہ آپ کو ابھی بہت فاصلے پر کر رہا ہے۔ سونے رہے تو ہر ایسوں سے مناسک ہو جائے گا۔

اے مسلم خوابیدہ! تو تمام دنیا کو بیدار کرنے آیا تھا۔ تو جس کا کہلاتا ہے۔ اُس نے تو مشرق سے مغرب اور شمال سے جنوب تک تمام دنیا میں توحید کا نقشہ جما دیا۔ اور تو..... آہ.....  
تو راستے سے بھٹکے ہوئے ایک انسان کو بھی راہ راست پر نہ لاسکا۔

تیری چال ڈھال۔ تیری وضع قطع۔ تیرے خصال و عادات اس سے بالکل نہیں ملتے۔ جسکا تو کہلاتا ہے۔ وہ صلح کل تھا۔ تو ہر ایک سے جھگڑا مول لیتا ہے۔ اسکو خدا سے محبت تھی۔ اور تو حریں و ہوا کا بندہ ہے۔ یہ دنیا فانی ہے۔ ہر چیز یہاں کی آئی جاتی ہے۔ اہل محبت کی چیز وہی ہے۔ جسکو تیرے ہادی نے پسند کیا۔

دیکھو وہ چھوٹا سا بچہ عالم وجود میں آیا۔ اسکو دیکھ۔ اسکی چیخ و پکار ہر کان دھر۔ وہ بپا کی دوری سے گھبرا رہا ہے۔ ذرا اسکے گھر والوں کو بھی دیکھنا۔ وہ اسکی آمد پر کیسی کیسی خوشیاں مناتے ہیں اور کس طرح شادیاں بجاتے ہیں۔ دیکھو! وہ جوان ہوا۔ عالم شباب کو پہنچا۔ دولت کے بت۔ اولاد کے بت۔ بیوی کے بت۔ والدین کے بت۔ دوست و احباب کے بت اور عیش و آرام کے بت۔ عرض کیا اس دنیا کے سب بچانوں کی پوجا اس نے شروع کر دی۔

دنیوی تعلیم حاصل کی۔ دولت جمع کی۔ دعوتیں کیں۔ کوٹھیاں بنائیں۔ مگر آخر کار ان سب کو چھوڑنا پڑا۔ دوست و اوصیائے ساتھ نہ دیا۔ دولت و ثروت ساتھ نہ گئی..... اگر اسکا کوئی ساتھی تھا۔ تو اسکے اعمال۔ انہی کی پریش دربار انہی میں ہوئی۔ اور وہاں چھینکا گیا..... جہاں..... ہمیشہ کے لئے.....

مسلم خوابیدہ! آنیوالی آفت سے ڈر۔ اس بھی نہ بچنے والی آگ سے خوف کھا۔ جو اگلے مخصوص جنوں نے خدا کو چلا دیا۔ کیا تجھے اس بات کا گھمنہ تھا کہ تو کلمہ گو ہے۔ اور تیری سرپرستہ سرکار عالی ہے۔ جو اس جہان کی ایجاد کا موجب بنی..... ہاں سچ ہے کہ نجات تیرے اعمال نامہ میں لکھی گئی۔ مگر تیرے لئے حکم ہے۔ کہ تو بوقت کرے جس طرح تیری سرپرستہ سرکار بڑی سچ۔ اس طرح انکی امت کا درجہ بھی بڑا۔ اپنی حیثیت کو دیکھ اپنی شخصیت پر خیال کر اور اپنے اطوار سے اور اپنے اعمال دنیا کو دکھا دے کہ غرور الانیہ تمام المسلمین کی امت میں سچائی ہے اور اُن میں وہ قوتیں موجیں۔ جو ایک ضلالت پرستی میں ہونا لازمی ہیں۔

## تاریخ و عبر

## شہداء بیان قرآن

(بلسلا شاعت گذشتہ)

اتنے میں حضورؐ زخم کر کے گھر کی طرف روانہ ہو گئے طفیل بھی آپ کے پیچھے پیچھے ہو گیا اور کہا کہ آپ مجھے اپنی باتیں سنائیں مجھے آپ کی باتیں بہت جلدی معلوم ہوتی ہیں۔ آنحضرتؐ صلعم نے قرآن پاک کی چند آیات پڑھ کر سنائیں جیسا انگریز ہو اگر طفیل اسی وقت مسلمان ہو گئے اور کہا کہ آپ دعا فرمائیں کہ میرے ذریعہ میرے قبیلہ والے بھی مشرف باسلام ہو جائیں جو دولت میں نے حاصل کی ہے، وہ بھی اس سے استفادہ کریں۔

الغرض یہ اپنے قبیلہ میں آئے اور سرگرمی سے تبلیغ اسلام شروع کر دی۔

اللہ اکبر! قرآن مقدس کی لہی تاثیر اور معجزہ گرفت کتنی مضبوط ہے؟ اور اس کی تقسیم کتنی آسان ہے۔ مگر اس کے لئے جو فہم قرآنی کی استعداد رکھتا ہو۔

حضرت ابوذر غفاریؓ قبیلہ غفار سے تعلق رکھتے تھے۔ اور مدینہ کے نواحی علاقہ میں رہتے تھے۔ انہوں نے اپنی بھائی انیس شاعر کی زبانی سناگو مکہ میں ایک

شخص محمدؐ صلعم پیدا ہوا ہے۔ جو نیکی کی ترغیب اور بدی سے بچنے کا حکم دیتا ہے۔ حضرت ابوذر غفاریؓ یہ روح پرور خبر سن کر اس مقدس انسان کی زیارت کو چل کھڑے ہوئے اور مکہ میں اگر حضورؐ کی خدمت میں باریاب ہوئے اور آپؐ کو دیکھنے ہی اسلام قبول کر لیا۔

اسلام قبول کرتے ہی قرآن مقدس نے دل پر اپنا اثر جمایا تھا۔ اسی وقت خانہ کعبہ میں قریش کے مجمع میں اگر بلند آواز سے کلمہ توحید پڑھا اور قرآن مجید کی آیات پڑھنی شروع کر دیں۔ قریش کو ایسے کفر توڑ و ظلمت شکن کلمات سننے کی تاب کہاں تھی۔ پکارے اس بے دین کو مارو۔ چنانچہ چاروں طرف سے دشمنان حق و صداقت ٹوٹ پڑے اور آپؐ کو مارتے مارتے بے ہوش کر دیا۔ جان ہی باڑا لٹکے کہ اتنے میں حسن اتفاق سے حضرت عباسؓ جو ابھی کفر کی حالت میں تھے۔ ادھر آئے۔ انہوں نے کہا یہ قبیلہ غفار کا آدمی ہے جہاں تم تجارت کیلئے جایا کرتے ہو۔ یہ مطلب کی بات سن کر لوگ پیچھے ہٹ گئے۔ اور اس طرح عاشق قرآن حضرت ابوذر غفاریؓ کی جان بچی۔

حضرت ابو بکر صدیقؓ کا عشق قرآن عام الحزن یعنی نبوت کا دسواں سال عاشقان اسلام کیلئے سخت مصیبت و آزمائش کا



سال تھا۔ اسلئے اسکو غموں کا سال کہا جاتا ہے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ابن الاغنے نے اپنی پناہ میں لے لیا تھا۔ صدیق اکبرؓ نے اپنے مکان کے آگن میں ایک چھوٹا سا چبوترہ بطور مسجد بنا لیا تھا وہیں آپ عبادت الہی میں مصروف رہتے اور قرآن شریف کی تلاوت فرمایا کرتے تھے۔ اور اس قرآن خوانی کی آواز کا اثر حمد کی عورتوں اور بچوں پر ہوتا تھا۔ قریش کو یہ کب گوارا تھا کہ قرآن اپنا اثر اکی عورتوں پر جمائے۔ انہوں نے ابن الاغنے سے کہا کہ ان کو روک دو یہ بلند آواز سے قرآن نہ پڑھا کریں۔ ابن الاغنے نے آپ کو منع کیا تو آپ نے فرمایا میں نیری پناہ سے نکل کر راکھی پناہ میں آنا کافی سمجھتا ہوں۔ مگر قرآن خوانی کسی طرح ترک نہیں کر سکتا۔

حضرت عثمان بن مطعونؓ نے جس وقت یہ آیت اِنَّ اللہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَ اِیْتَاءِ ذِی الْقُرْبٰی وَ یَنْہٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْكَرِ وَ الْبَغْیِ۔ یعنی اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے کہ نیکی کے مقابلہ میں نیکی کرو اور جہاں احسان کا موقع ہو وہاں احسان کرو اور اس سے بھی زیادہ طبعی مہر دی سے نیکی کرو اور فحش و منکر باتوں سے منع کرتا ہے۔ سنکر فوراً مسلمان ہو گئے۔

حضرت جبریلؑ نے جو وقت یہ آیت اَمْ خُلِقْتُمْ اَمِنْ غَیْرِ شَیْءٍ اَمْ هُمْ الْخَالِقُونَ ؕ۔ سنی تو اس کے معنوں نے دل پر ایسا زبردست اثر کیا کہ فوراً مسلمان ہو گئے۔

اسی طرح حضرت خالد العدوانیؓ شجوب و الشہداء و الطالحی سنی تو حلقہ بگوش اسلام ہو گئے۔ اس قسم کی تاریخ اسلام سے سیکھو وہ نظریں پیش کی جاسکتی ہیں کہ قرآن حکیم نے کیوں مگر قلوب ارواح کو مسخر کر کے مگر اہوں کو راہ ہدایت دکھائی۔ اور ان کو دین و دنیا کا مالک بنایا۔

لیکن آج یہ کیا نشانہ ہے کہ دنیا میں قرآن تو موجود ہے اور قیامت تک حفاظت خداوندی میں موجود رہے گا لیکن اسکے والد و شہید دنیا میں موجود نہیں۔ جو ہیں وہ محض رسمی۔ ار باب فہم و بصیرت اور حقیقت شناس حلقوں سے وہ صدائے عشق و وارفتگی بلند نہیں ہوتی جو صدر اول میں بلند ہوتی تھی۔

فاران کی چوٹی پر نزول الہام اسلئے ہوا تھا کہ وہ مسلمانوں کیلئے قانون اساسی کے طور پر کام کر سکے دہرس و فکر سے وہ روحانی و مادی عروج و ارتقا کی انتہائی بلندیوں پر پہنچیں۔ اسکے ایک ایک نقطہ پر عمل کریں ان اعلیٰ ترین اخلاقی پیداہوں اور انہیں نگین فی الارض حاصل ہو۔ مگر آہ! وہ قرآن جو مجاز کی وادیوں تک اپنے اصلی حسن و جمال کے ساتھ دلغری و کشش کا باعث ہوا تھا۔ اس پر نکتہ آفرینیوں فلسفیانہ موشگافیوں، رسمی تلاوتوں اور عجائب پسندیوں کا پردہ پڑا ہوا ہے۔

قرآن والے تلاعب بالقرآن کے ترکیب ہو رہے ہیں۔ مفروضات و تخیلات میں تفسیر قرآن کو لگ کر دینا چاہتے ہیں اور اس کے فہم و عمل سے محروم ہیں۔ دنیا میں قرآن موجود مگر قرآن پر چلنے والے کہاں۔ فَهَلْ مِنْ مُّشْكِكُمْ ۖ بَاقِی اَمْرہ

## شذرات

انقلاب مزے ایونکلو ایک علیہ غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی مخالفت میں ہے

جہاد اور احسان نے انقلاب کے مرزائیت نواز لاطائل مضامین 'اوندھی منطق' اور پوچھ دچھراستہ کی دہجیاں جس طرح فضائے آسمانی میں بکھیری تھیں، اس سے اخبار بین حضرات اچھی طرح واقف ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ انقلاب نے مرزائیوں کو ایک علیحدہ غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے خلاف جو کفر و نفاق پالیسی اختیار کر رکھی ہے وہ مدد درجہ مغالطہ آمیز اور گمراہ کن ہے۔ اس روش کی بکھروی و حق پوشی کو جہاد و احسان اچھی طرح بے نقاب کر چکے ہیں۔

ہم حیران تھے کہ آخر انقلاب کے مدیران شہید کو اپنی غلط و گمراہ کن روش پر اس قدر اصرار کیوں ہے کہ وہ نین تین بافتا جی اسی حق پوشی کے نذر کر رہے ہیں۔ ہماری حیرانی خود انقلاب مورخہ اکتوبر نے دور کر دی ہے۔ اس میں انقلاب نے جہاد و احسان کے کفر و نفاق شکن دلائل کا جواب دینے کی ناکام کوشش کی ہے۔ انکے دلائل قاہرہ کا جواب تو انقلاب سے کیا بن آتا۔ ہاں اس نے اپنی ذہنیت کو خود ہی بے نقاب کر دیا ہے۔ اور اپنی روش کی علت غائی بتلا دی ہے۔ وہ لکھتا ہے:-

”ہم تو عقائد کی بحث چھیڑنا بالکل لاعمل اور لاطائل سمجھتے ہیں“

یہی کیوں نہ کہہ دیا کہ ہم اسلام کے قیام و استحکام اور تحفظ ناموس اسلام کو لاعمل اور لاطائل سمجھتے ہیں اور شریعت کے نوامیس حقہ ہمارے نزدیک کوئی اہمیت و وقعت نہیں رکھتے۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون

گر ہمیں مکتب ہمیں ملا، کارہمت تمام خواہ شدہ

گویا انقلاب کے نزدیک حقوق سیاسیہ کو اسلامی عقائد پر تفوق و برتری حاصل ہے اور سیاسیات کے مقاب میں عقائد کو بی چیز نہیں۔ یہی وہ گمراہ کن ذہنیت ہے جو اسلام کی جڑوں کو کھوکھلا کر رہی ہے۔ یہی وہ تباہ کن روش ہے جس نے مسلمانوں سے اسلامی روح کو سلب کیا ہے اور وہ جس بے جان بن کر رہ گئے ہیں۔ ضرورت ہے کہ صحیح العقائد اور ہمدرد اسلام اہل قلم جلد از جلد اس ذہنیت کا قلع قمع کر دیں۔ ورنہ الحاد و زندہ کے جو انیم مسلمانوں کے قلب و دماغ میں جاگیریں ہو کر کفر و اسلام کو ایک کر دیں گے۔

**دیواستعمار کی حشر آرائیاں** { بد قسمت جہنہ پر جو قیامت مناسبتا ہی آتی تھی، وہ اپنی تمام ہلاکت ہو ہی گئی۔ دیواستعمار اپنی حشر آرائیوں میں مصروف ہے۔ ہوائی جہاز بم کے گولے برسا رہے ہیں۔ توپیں اور بندوقیں پوری طاقت کے ساتھ اپنا کام کر رہی ہیں اور عہد حاضر کے تمام تباہی خیز آلات ایک بہادر آزاد اور بے دست و پا قوم کی آزادی سلب کرنے کیلئے استعمال کئے جا رہے ہیں۔ مگر یورپ کی دوسری طاقتیں جو اپنے آپ کو امن و تہذیب کا علمبردار سمجھتی ہیں، غیر جانبداری کے جہر و کون سے جہنہ کی تباہی کا منشا دیکھ رہی ہیں۔ یہ سب کچھ کیوں ہے؟ اسلئے کہ جہنہ بے دست و پا ہے، مگر ورپے اس کا رنگ کالا ہے۔ پھر گورا رنگ کیسے جوش میں آئے۔

خداوند! کیا دنیا میں کمزور کو زندہ رہنے کا کوئی حق نہیں؟ اگر نہیں تو اس دنیا سے کمزور ولی کو اٹھالے، نہیں نہیں تو ضرور کمزور کو ملامت ہے۔

جہنہ کے سر پر جو کچھ گزرنابہ گزر جائے گا لیکن تہذیب و شائستگی اور اخلاق عالیہ کے تمام دعوی داروں کی یہ بے حس، ہستہ نظری، غیر جانبداری اور اخلاقی کمزوری یادگار زمانہ رہ جائے گی، مگر مظلوم کے ساتھ زبانی ہمدردی تو سب کر رہے ہیں مگر عملی امداد کی توفیق کسی کو بھی نہیں۔ ایسی خشک ہمدردی کسی کام کی جسکے ساتھ عملی امداد نہ ہو اور جو مظلوم کے وقت پر کام نہ آئے۔ جمعیت الاقوام اگر واقعی امن پسند اور کمزوروں کی حامی ہوتی اور اسے مظلوم سے بھی ہمدردی ہوتی تو اٹلی کے ظلم اور جابرانہ پیش قدمی کو روک کر غریب چین کو تباہی سے بچا سکتی تھی مگر وہ کمیٹیوں، سب کمیٹیوں، رپورٹوں، کمیٹیوں اور اجلاسوں کے چکر میں پھنسی ہوئی ہے۔ جمعیت الاقوام کے اس طرز عمل اور بے دست و پائی نے ثابت کر دیا ہے کہ وہ تہو خیز قوت کی مالک نہیں۔ وہ یورپ کے امن و آزادی کی محافظ نہیں۔ اور وہ دیواستعمار کے سامنے بالکل مجبور و بے بس ہے۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ آخر تہذیب و شائستگی کے دعوی داروں نے یہ ڈھونگ کیوں رچا یا تھا؟ جمعیت الاقوام بے شک اپنے مخصوص و مخفی اغراض و مقاصد کی تکمیل کی حدود میں رہتی۔ لیکن اُسے اپنی ظاہری پوزیشن کو تو قائم رکھنا تھا۔ اور اپنے علی مقاصد کا تو پاس ادب کرنا تھا۔ بہر حال جمعیت الاقوام کی حکمت عملی خواہ کچھ بھی ہو۔ لیکن ہزار افسوس کہ جہنہ پس کرنا ہو جائے گا اور تین ہزار سال کی پرانی آزاد سلطنت غلامی میں تبدیل ہو جائے گی۔

دنیا کی کمزور قوموں! ماتم کرو کہ ایک غیور و بہادر اور بے دست و پا قوم کی آزادی جیتی جا رہی ہے ایک پرانی عظمت و سلطنت خاک میں مل رہی ہے اور دنیا سے انصاف کا جنازہ نکل رہا ہے۔

اڈواہر اٹالوی قبضہ ہو چکا ہے۔ اور اٹلی کی فوجیں کئی کئی میل کے اندر پیش قدمی کر چکی ہیں۔ ساتھ ہی حبش کی فوجیں بھی اپنی آزادی کی حمایت و حفاظت میں سرسے کفن باندھے ہوئے نہایت عظیم المثال شجاعت کے ساتھ داد جان پاری دے رہی ہیں۔ وہ عزم بالجزم کر چکی ہیں کہ آزادی یا موت۔ وہ غلامی کی لعنت کو موت سے بدتر سمجھتی ہیں۔ جسٹہ نے دنیا کی غلام قوموں کو اور کمزوروں کو سبق دیدیا ہے کہ شریف بہادر، غیور اور سمجھدار قوم کا فرض ہے کہ وہ جان سے زیادہ آزادی کی حفاظت کرے۔ مٹ جائے مگر غلامی کا طوق اپنے گلے میں نہ پڑنے دے۔ غیور وہ بہادر قوم کا بس ایک ہی نعرہ ہونا چاہئے۔ آزادی یا موت۔

**اشرارِ دہلی کی حماقت** { مسلمانوں کی ذہنیت بھی عجیب گل کھلاتی ہے۔ جن کو دیکھ کر اس سمجھ و ادراک کی حماقت اور ذلیل حرکت ملاحظہ فرمائیے۔ اور انکی عقل و دانش کا ماتم کیجئے۔ حضرت پیر جماعت علی شاہ صاحب جب دہلی کی جامع مسجد میں تقریر کرنے کے لئے کھڑے ہوئے اور مسلمانان دہلی کو اپنا پیغام مل دینا چاہا تو بعض شرانگیز مسلمانوں نے ان پر آوازے کئے اور کہا ”پیر صاحب یہاں سے جائیے۔ یہ پنجاب نہیں ہے“ خدا کی شان ہے کہ ان اشرار کی طبع نازک اسکو یا سانی گوارا کر لے کہ جامع مسجد کے منبر پر شہر دہاند نظر آئے اور وہ ایک ذلیل اخبار نویس کی ضمیر فروشی اور ملک و ملت سے غداری دیکھتے رہیں اور انکی رگ حسرت نہ پھٹے مگر جب حضرت پیر جماعت علی شاہ صاحب جیسا مریخ و مریخان بزرگ تقریر کرنے کے لئے کھڑا ہوا تو انکی رگ حسرت پھوٹ اٹھے۔ سبحان اللہ کیسی عجیب و غریب حمیت وغیرت ہے۔

سمجھ میں نہیں آتا کہ آخر پنجاب نے کونسی ایسی خطا کی ہے اور یو۔ پی نے کونسی دہن دہن کی ہے جو پیر صاحب کو یہ طعنہ ملا کہ یہ پنجاب نہیں ہے۔ کہ یہاں سے مسجد شہید گنج کی واگداری کی آواز بلند کی جا سکے غضب خدا کا یہ بے غیرت اور بدنام کنندگان اسلام اتنا گوارا نہ کر سکے کہ مسجد شہید گنج کی تحریک کی آواز دہلی کی جامع مسجد سے نہ اٹھے۔ پیر صاحب پچی مٹھی میں سول نافرمانی کا ام اور بایکاٹ کا ہوا تو دباے ہوئے نہیں تھے جو یہ اشرار ایسے خوف زدہ اور بدحواس ہوئے کہ ایک خالص مذہبی آواز کا گلا گھونٹ دیا۔ مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ ایسے اشرار اور بے غیرتوں کی نفور حرکتوں اور شور پشٹیوں کا جلد از جلد خاتمہ کر دیں اور ان کو اپنی مسجدوں سے کان پکڑا کر نکال دیں۔ ورنہ ایسے بے دماغ اور شرارت پسند لوگ ہر جگہ آواز حق دبا دینے پر دلیر ہو جائیں گے۔ جو لوگ اس قسم کی مشہرانیں کرتے ہیں وہ اتحاد ملت کی جڑوں پر کلہاڑا چلاتے ہیں اور اپنی زشتی اخلاق کا ثبوت

دیتے ہیں۔ ہم دینی کے شہدائے گیزوں کی اس کمیدہ حرکت کے خلاف شدید نفرت کا اظہار کرتے ہیں۔

آدھے منٹ میں لندن کی تقریبی میں چھپ گئی۔ اخبارات میں یہ اطلاع شائع ہوئی ہے۔ کہ ٹائمز آف انڈیا کے مالکوں نے اپنے دفتر میں جدید آرٹھیلی پرنٹر نصب کر لیا ہے۔ جس میں تمام دنیا سے براہ راست خبریں آیا کریں گی۔ اور خود بخود ٹائپ ہوتی چلی جائیں گی۔ چنانچہ لندن کی ایک تقریر مرف۔ سیکنڈ یعنی آدھے منٹ کے اندر اندر ٹائمز آف انڈیا میں ٹائپ ہو کر چھپنے کے لئے تیار ہو گئی۔ اس عرصہ میں سات ہزار میل سے خبر موصول ہو کر ٹائپ ہو جانا حیرت انگیز امر ہے۔

جو لوگ خدا کے قانون کو اپنی تنگ نظر سے دیکھنے کے عادی ہیں۔ جو اپنی علی بے بضاعتی کجی اور باطنی جذام کی وجہ سے معجزات و کرامات کا انکار کر دیا کرتے ہیں اور لن تجدستہ اللہ تبدیلا کا ورد کر کے انسان کے باطنی و روحانی کمالات کے قائل نہیں ہوتے انہیں انسان کا یہ علمی کمال دیکھ کر عبرت حاصل کرنی چاہئے۔

سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے معراج جسمانی کو محال بتانے والے۔ یقین کے تحت کا ایک اکن میں شام پہنچنا ناممکن سمجھنے والے۔ معجزات و کرامات کے منکر دیدہ بصیرت واکریں۔ طہدین یورپ کے عقلی و علمی کمال کا شاہدہ کریں۔ اور قادم طبع و مالک الملک کی قدرت کا انکار نہ کریں۔ یورپ پر ایسا رکھنے والے۔ کلام الہی کے منکر آرٹھیلی پرنٹر و ٹیلی وژن کا وجود بلا چون و چرا تسلیم کر لیتے ہیں۔ مگر قلب انسانی کی حیرت انگیز قوت۔ روح انسانی کے اعلا مدارج و کمالات کو خلاف عقل و قیاس قرار دے کر انکار کر دیتے ہیں۔ اشرف المخلوقات کا قلب ٹیلی وژن یا ٹیلی پرنٹر سے بھی ان کے خیال میں کم مرتبہ رکھتا ہے۔ جس خدا نے انسان کو علوم جدیدہ کی طرف رہنمائی کی ہے۔ اس خدا کے عطا کردہ روحانی کمالات کا انکار عقل و بصیرت کے اندھے ہی کر سکتے ہیں۔

ان فی ذالک لعبرة لا ولی الا بصار۔

ہندو مسلم معاشرہ بایکٹ کی تباہ کن تحریک { خدا معلوم بد قسمت ہندوستان کب ہندو

مسلم لائق فرقہ پرستی کی لعنت اور تنگ ولایت ذہنیت کی تباہ کاریوں سے پاک ہو گا۔ دنیا کی قومیں غلامی کی زنجیریں توڑنا چاہتی ہیں اور ہندوستان ان کو اپنے ہاتھوں مضبوط بنا رہے ہیں۔ نیا دستور



سر پر کھڑا ہے اور ہندو مسلمانوں کے سر پر چھوٹ و نفاق کا سموت سوار ہے۔ ہمارے ہندو بھائیوں کی یہ کتنی بڑی تنگ دلی، تعصب و عناد اور حریت دشمنی ہے کہ انہوں نے ذرا سی بات کا بتنگڑا بنا دیا اور شہر کا اقتصادی امن خطرہ میں ڈال دیا ہے۔

لاہور میں ہندو مسلم معاشری بائیکاٹ کی تحریک کے غالباً تین ہفتے گزر چکے ہیں، اور ہندو مسلم تجارتی حلقوں میں اضطراب و بے چینی اور کشاکش باہمی کی ایک زبردست لہر دوڑ رہی ہے۔ اسکی اصلیت محض اتنی ہے کہ کچھ عرصہ ہوا مسٹر خالد لطیف کا بانی اپنے ایک بیان میں مسلمانوں کو اقتصادی ترقی کی طرف توجہ دلائی تھی اور پھر امیر ملت پیر جماعت علی شاہ صاحب نے اپنی لاہور والی مشہور تقریر میں مسلمانوں کو تجارتی ترقی کرنے کی ترغیب دلائی مسلمان تو ابھی سوچ ہی رہے تھے مگر فرقہ پرست ہندو ارباب کو لے اڑے اور مسلمانوں کا بائیکاٹ شروع کر دیا۔ اور ہندو سبزی منڈی قائم کر کے مسلمانوں کی رہی سہی تجارت بھی برباد کر کے رکھ دی۔

اگرچہ ہندو پریس نے اس تباہ کن تحریک کی نمایاں طور پر حمایت کی اور بہت کچھ زور لگایا کہ مسلمانوں کی رہی سہی تجارت کو متاثر دینے میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی مگر ہندو سبزی منڈی کی ناکامی نے جلد ہی اپنی آنکھیں کھول دیں اور انہوں نے اس تحریک کے نقصانات کو محسوس کر لیا۔ چنانچہ اب اس تحریک میں بتدریج کمی آرہی ہے۔

ہمیں تو اس سلسلہ میں یہ عرض کرنا ہے کہ لاہور کے بہت فطرت و تنگ دل ہندو کے اس اقدام نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ اُسکے گوشہ دل میں آزادی کی ذرہ برابر بھی تڑپ نہیں اور وہ اپنی ساہوکاری و سرمایہ داری کے تحفظ کیلئے چاہتا ہے کہ مسلمان ہندو اسکے اقتصادی غلام رہیں اقتصادیات پر ہندو ہی کا بلا شرکت غیرے قبضہ رہے۔ اور وہ قیامت تک بھی بیدار نہ ہوں۔ مسلمانوں کی تجارتی ترقی اور اقتصادی فلاح و بہبود کی خواہش ہندو کے خرمین اوشش و حواس کیلئے بھلی ہے جس کو وہ کسی صورت گوارا نہیں کر سکتا۔ ہندو نہیں چاہتا کہ مسلمان اپنے پیروں پر کھڑے ہوں۔ اور میدان تجارت میں گامزن نظر آئیں۔ اسکو مسلمانوں کی تجارتی ترقی میں اپنی ساہوکاری کی موت نظر آتی ہے۔ اور ہندو کے دل میں مسلمانوں کی نفرت و حقارت اس طرح جاگزیں ہے کہ وہ قیامت تک بھی نہیں نکل سکتی۔

ایسی حالت میں جو لوگ ہندو سے یہ امید لگائے بیٹھے ہیں کہ وہ ان کے جائز حقوق دینے میں نکل نہ کرینگے وہ خود کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں۔ ہندو مسلم اتحاد کے متمنی حصول آزادی کے خیال سے ایسے مہموں ہو رہے ہیں کہ انہیں مطلق نظر نہیں آتا کہ ہندو کی بہت فطرت تنگ دلی بھلی و خست اور مسلمان دشمنی ہی غلامی کی واحد

ذمہ دار ہے۔ ہندو کی وہ ذہنیت جس کا اظہار اس نے مسجد شہید گنج کی تحریک اور معاشری بائیکاٹ میں کیا، وہی حصول آزادی کی راہ میں زبردست روک ہے۔ جسکی موجودگی میں ابدالابد تک ہندوستان آزاد نہیں ہو سکتا۔

**شہید گنج ایچی ٹیشن اور "پرتاپ" کی فتنہ انگیزی** مسلمان اس اندوہناک حقیقت کو کبھی بھی نہیں بھول سکتے کہ کھول

نے مسجد شہید کے مسلمانوں کے مذہبی جذبات بری طرح پامال کئے اور ہندوؤں نے انکی پیٹھ ٹھونک کر اور ظلم و نا انصافی کا ساتھ دے کر مسلمانوں کے زخموں کو جگر پرنگ پاشیاں کیں۔ حالانکہ ہندوؤں کا اخلاقی فرض یہ تھا کہ وہ عدل و انصاف کی طرف ذاری کرتے۔ اگر ان میں اتنی اخلاقی جرأت نہ تھی تو خاموش ہی رہتے۔ مگر وہ ہندو ہی کیا جو مسلم آزاری سے باز آجائے۔ پنجاب کے ہندو اخبارات نے دل کھول کر ظلم و نا انصافی کی تائید و حمایت کی اور مسلم آزاری میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی۔ اب جبکہ ضرورت ہے کہ اس سلسلہ میں ایک سازگار فضا پیدا کی جائے۔ مفاہمت کی کوئی راہ نکالی جائے اور ہندو مسلم تعلقات از سر نو استوار کئے جائیں۔ پرتاپ بدستور فتنہ انگیزی میں مصروف ہے۔ چنانچہ ۱۰ اکتوبر کے پرتاپ میں ایک شذرہ بعنوان "شہید گنج ایچی ٹیشن کا جنم داتا" شائع ہوا ہے۔ اس میں وہ لکھتا ہے:-

کئی ہندو اور سکھ حلقوں میں یہ خیال کیا جاتا ہے کہ شہید گنج ایچی ٹیشن کے جنم داتا سر فضل حسین ہیں وہ یہ کہتے ہیں کہ اس ایچی ٹیشن کی تہ میں ایک سیاسی چال ہے۔ اسلئے لگاتار غالبہ کی پس پردہ وہی تار ہلا رہے ہیں۔

گو با پرتاپ یہ ثابت کرنا چاہتا ہے کہ شہید گنج کی تحریک مذہبی نہیں بلکہ ایک سیاسی چال ہے۔ وہ اپنی سیاسی چال پر پردہ ڈالنے کے لئے اس فرضی چال کا فسانہ کھڑا کرنا چاہتا ہے۔ یہ مسلمانوں کے مذہبی جذبات سے تعلق نہیں تو اور کیا ہے؟ وہ اس خالص مذہبی تحریک کی اہمیت کو سر فضل حسین کا نام لیکر گھٹانا چاہتا ہے۔ یہ انتہائی فتنہ انگیزی اور عیاری و مکاری ہے۔ پرتاپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ شہید گنج کی تحریک خالص مذہبی اور آئینی تحریک ہے۔ جس پر اندیشہ دشمن عقل و انصاف اور کج بین کو اس میں کوئی سیاق چال نظر آتی ہے، وہ اس و انصاف کا دشمن، دجل و فریب کا دیوتا ہے۔ اور مختلف فرقوں میں اختلافات کی خلیج کو وسیع کرنا چاہتا ہے۔

• پرتاپ سر فضل حسین کے نام سے ہندو اور سکھ کو تو مبتلائے فریب کر سکتا ہے۔ مگر حکومت اور مسلمانوں کو دھوکہ نہیں دے سکتا۔ اسکی خام خیالی ہے کہ اسے ایک خالص مذہبی آئینی تحریک میں سیاسی

چال نظر آتی ہے۔ وہ تو خیالی تیرنگے چلا رہا ہے مگر ہم اسے صاف صاف بتلا دینا چاہتے ہیں کہ شہید گنج ابھی ٹیشن کا جھم داتا مسٹر فضل حسین نہیں بلکہ اس کا جھم داتا ہندو سکھوں کی ملی جھگٹ اور فرقہ وارانہ فیصلہ کی مخالفت و مذمت ہے۔

بہرہنگہ کہ خواہی جامے پوش : من انداز قدرت رائے شناسم :  
**زندہ قوم کا زندہ کارنامہ** :  
 ۱۷ اکتوبر کو اضلاع اندھرا کی جسٹس پارٹی کا اجلاس حکومت مدراس کے وزیر اعظم راجو صاحب بوب نئی کے زیر صدارت منعقد ہوا جس میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ قصبائی اور دیہاتی رقبوں میں پارٹی کو مضبوط کیا جائے۔ چنانچہ ایک سینڈنگ کمیٹی مرتب کی گئی اور فیصلہ ہوا کہ ایک کروڑ کا سرمایہ جمع کیا جائے۔ مندوب حضرات نے جو جلسہ میں موجود تھے ایک لاکھ چھ ہزار کا اسی وقت وعدہ کر لیا۔

یہ ہے زندہ قوم کا زندہ کارنامہ۔ پھر یہ قوم کیوں نہ عروج و ارتقاء کی بلند یوں میں پرواز کرے اور کیوں نہ ہندوستان کی سیاسیات پر چھا جائے۔ ہندو قوم قومی کاموں میں فراغ دلی کے ساتھ دولت لٹا نا جاتی ہے۔ اسکی دولت ملک و ملت کی فلاح و بہبود کیلئے وقف ہے۔ مالی قربانیوں میں وہ سب سے آگے ہے یہی وجہ ہے کہ وہ پھل پھول رہی ہے، زندگی کے ہر شعبہ میں ترقی پذیر اور بالکل ہے۔ پریس کی طاقت کی مالک ہے اور اسکی تعلیمی، سیاسی، اقتصادی اور معاشرتی ادارے حسن و خوبصورتی کے ساتھ چل رہے ہیں اور ایک نتیجہ خیز قوت رکھتے ہیں۔

اب اس قوم کا کمال سنئے جسکی خصوصیت اولین قرآن حکیم نے یہ بتلائی ہے کہ رباب ایمان و تقویٰ اپنی ہر عزیز چیز حق و حریت کی راہ میں قربان کر دیتے ہیں اور جسکی تاریخ جانی و مالی قربانیوں کے حیات آفرین کارناموں سے لبریز ہے۔ اسکی دولت اب ملک و ملت کے کام نہیں آتی۔ وہ حق و حریت کی حمایت و حفاظت میں ایک چھوٹی کوڑی دینے سے کتراتے ہیں، اسکی دولت کا مصرف تو اب صرف یہ رہ گیا ہے کہ وہ حکام کی رضا جوئیوں، پی پارٹیوں، حصول خطابات و اعزاز، ممبریوں، ناچ گانوں، شراب خانوں، سیناؤں، کوٹہ پنلوں اور عیش و عشرت میں خرچ ہو۔ رسم و رواج کی پابندیوں میں بے دریغ لٹے یہی وجہ ہے کہ وہ زندگی کے ہر شعبہ میں سب سے پیچھے اور زوال پذیر ہے۔ اسکی تعلیمی سیاسی اور معاشرتی ادارے رو رہے ہیں کہ انکے پاس سڑیہ نہیں۔

# فرقہ الہدیت کا زمانہ تحریف و قال

(از مولانا میرزا محمد نذیر صاحب عرشی)

(سلسلہ اشاعت گذشتہ ماہ مئی ۱۳۵۰ء)

مذکورہ عبارت عربی کے پڑھنے اور اس کے متعلق ہماری تصریحات بالا کو سمجھنے کے بعد مولوی محمد یوسف ساکن ندینگر اں جے پور کی عبارت فہمی یا دنداری کا نام کرنا باقی رہ گیا جس نے اپنی حقیقتہ الفکہ کے صفحہ ۱۱۲ پر مذکورہ عربی عبارت نقل کر کے اس سے یہ عجیب و غریب نتیجہ نکالا ہے۔

پس ان وجوہات سے ناظرین کو بخوبی ثابت ہو گیا کہ موجودہ فقہ حنفیہ کی ایک غیر مستند ذبیہ ہے اور جس میں اہل بدعت و ضلالت کا پورا دخل شامل ہے۔ (انتہی بلفظہ)

المختصر اس ریمارک میں کئی طرح سے دھل و فریب سے کام لیا گیا ہے مثلاً (۱) عبارت تو متقی غنیہ کے جواب میں گرا اسکی جو ابی حیثیت کے اظہار سے سکوت کر کے ایسے پیرا میں نقل کیا ہے گویا مولانا عبدالحی کا مقصود صرف یہ ہے کہ حنفیہ کی گمراہ شاخیں گنائیں۔ اور بس (۲) عبارت میں یہ کہیں صراحتاً و اشارۃً ذکر نہیں کہ فقہ کی مدح میں کرنے والوں میں ان گمراہ ٹولیوں کے لوگ بھی شامل ہیں۔ مگر ناقل نے محض اپنی مفتریانہ عادت سے خود یہ نتیجہ ایجاد کر لیا۔ کہ فقہ انہی لوگوں نے مرتب کی ہے۔ چنانچہ وہ خاتمہ کتاب میں صفحہ ۲۱۱ پر لکھتا ہے۔ اس فقہ کے مصنفین بعض عقیدہ معتزلی و شیعہ اور مرجعہ فرقوں کے تھے یہی وجہ ہے کہ انہیں دور از کار کر وہ باتیں بھری پڑی ہیں۔

(۳) عبارت عربی میں حنفیہ کا لہ کی جو جماعت ظاہر کی گئی ہے۔ ناقل اپنی بددیانتی سے خلاصہ مطلب میں اسکا ذکر ہی منہم کر گیا۔ اور اس نے صرف گمراہ ٹولیوں کا ذکر کر دیا۔ جس سے اس کا یہ مقصود ہے کہ گویا حنفیہ کی تمام شاخیں صرف گمراہ ٹولیوں پر مشتمل ہیں ان میں کوئی صحیح العقیدہ جماعت ہے ہی نہیں جس نے فقہ حنفیہ مرتب کی ہو (۴) اس عربی عبارت میں ایک لفظ ہے **هههههههه** یعنی اینجا اسکو مؤلف نے اپنی نیت فاسدہ سے ترجمہ میں صاف اڑا دیا کیونکہ اس سے مطلب یہ ہوتا تھا کہ یہاں غنیہ میں جو حنفیہ مذکور ہیں تو یہ وہ خاص حنفیہ ہیں جو مرجعہ ہیں نہ کہ عام حنفیہ مگر مؤلف نے اپنی احمق بنی سرشت کے تقاضے سے **هههههههه** کو منہم کر کے عبارت کا لاف بھی بدل ڈالا جس سے اب یہ ظاہر ہوتا ہے کہ سارے کے سارے حنفیہ عقیدے میں امام اعظم کے خلاف اور سب مرجعہ ہیں۔ اعدو جالہ من شر الوساوس الخناس !!!

معلوم نہیں قلم و زبان سے اس قدر خیانت جھوٹ اور افترا کا ارتکاب کرنے والوں نے فردائے

قیمت میں عدالت گاہ حق کیلئے کیا جواب تیار کر رکھا ہے کتاب حقیقۃ الفقه کی حقیقت صرف اس قدر ہے کہ اس کتابی حوالوں کی نمائش کے سوا اور کچھ بھی نہیں۔ قرآن، حدیث، حجۃ اللہ البالغہ، سیرۃ النعمان وغیرہ کتابوں کے حوالوں میں تحریف و تلمیس سے کام لیا ہے۔ واقعات کو مسخ کر کے پیش کیا ہے۔ جھوٹی عبارتیں ایجاد کر کے منسوب کی ہیں۔ ان کے سوا بعض غیر معتبر اور مردود کتابوں کے حوالے دیئے ہیں مثلاً دراسات اللیب اور بعض منتعصبات اور جوشیہ مصنفین کی قابل اعتراض کتابوں کے حوالے ہیں مثلاً تاریخ خطیب بغدادی۔ لہذا حقیقۃ الفقه کا کوئی حوالہ قابل اعتبار نہیں۔ چند نمونے پیش کرنے پر اکتفا کرتے ہیں کیونکہ اس سے زیادہ لکھنے کی یہاں گنجائش نہیں ورنہ حقیقۃ الفقه اس قسم کی غلط بیانیوں کی بوٹ ہے۔

(۵) اہل علم جانتے ہیں کہ بڑی بڑی تصانیف کے مصنفین کا قلم جب الخطاب کلام اور غزالت بیان کی منزل میں طے کرتا ہوا جلتا ہے تو اس سلسلے میں جا بجا بے جوڑ باتوں کے ٹکڑے نظر آتے ہیں سرسری نظر سے تو ان باتوں میں تحالف و تضاد کی نسبت محسوس ہوتی ہے۔ لیکن جب بظہور ساری عبارت کا مطالعہ کیا جائے اور مبتدٰی و خبر کی تعیین کے ساتھ تمام ضمنی جملوں کا ٹکھا کا نامعلوم ہو جائے تو سارا سلسلہ سخن صرف ایک چچی تلی بات نکلتا گا۔ جس میں کہیں تو اس مصنف نے مختلف اقوال پیش کر کے ایک قول کو ترجیح دی ہے کہیں مخالفین کے اقوال نقل کر کے ان کی تردید کی ہے کہیں اپنے دعوے کے دلائل پیش کئے ہیں مگر خود غرض ناقلین از راہ خیانت اس کے اس بیان میں سے صرف اپنے مطلب کی باتیں کتر کر اٹھا لیتے ہیں اور کہہ دیتے ہیں دیکھو فلاں مصنف یوں کہتا ہے اگرچہ قول مصنف کا نہیں بلکہ کسی اور کا ہوا اور اس غریب مصنف نے اس بات کو نقل کر کے اگے چل کر اسکی تردید ہی کی ہو۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلی کی معرکہ خیز کتاب حجۃ اللہ البالغہ اسکی ایک خاص مثال ہے جسکے ساتھ عیار لوگوں نے اکثر جگہ ہی سلوک کیا ہے اور یہی وجہ ہے کہ آپ نے ائمہ ثنویں کی جس کتاب کو کھول کر دیکھیں گے اس میں جا بجا ہندوستان کے اس مایہ ناز مقلد حنفی صوفی، فقیہہ کی اس کتاب سے نقل کی ہوئی بہت سی عبارتیں آپ کو نظر آئیں گی۔ جس سے وہ فقہ کی مذمت، تقلید کی تردید اور تقلید کی بھونابت کیا کرتے ہیں مولوی محمد یوسف مؤلف حقیقۃ الفقه نے اپنی بھڑی اردو اور بے پور کی ریگستانی زبان میں اس جتن سے جا بجا کام لیا ہے۔ کہاں تک اسکی مثالیں پیش کی جائیں اب ہم آپ کو دہلی کے مولوی محمد ابن ابراہیم مین کی کارستانیوں کا ایک نمونہ دکھاتے ہیں جو محمد یوسف کی بدست و لفظی و عبارتی قلعے تعمیر کرنا خوب جانتے ہیں۔ مگر اسکے سمجھنے کے لئے ذرا توجہ کی ضرورت ہے۔ وہ اپنی کتاب درایت محمدی کے صفحہ ۶۶ پر قسطنطاز ہیں:-

اب شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ان فقہا کرام کی نسبت ریمارک بھی ملاحظہ فرمائیے۔ آپ اسی

کتاب یعنی عجز اللہ البانہ جلد اول مطبوعہ مصر کے صفحہ ۱۲۴ پر لکھتے ہیں۔ ومن العجب العجیب ان الفقهاء المقلدین یفتقد احدہم علی ضعف ماخذ امامتہ بحیث لا یجد لضعفہ مدفعاً ومع ذلک یقلدہ فیہ ویترک من شہد الکتاب و السنۃ والاقسیۃ الصحیحۃ لمدھم وجوداً علی تقلید امامہ بل یتخیل لدفع الظاہر الکتاب والسنۃ ویثاقولھا بالتاویلات البعیدۃ الباطلۃ فضلاً عن مقلدہ (ترجمہ نقل مطابق اصل) اور افسوس اور تعجب تو ان فقہاء مقلدین کے حال پر یہ ہے کہ یہ لوگ باوجود اس علم کے کہ ان کے امام کی ذیل کسی مسئلہ میں ایسی ہدی ہے کہ اس کا پودا بن کسی طرح مل نہیں سکتا۔ اور اس کے بالمقابل قرآن کریم کی صریح آیت باصحیح حدیث یا بہترین قیاس موجود ہے پھر بھی تقلیدی جال میں چسپ کر اپنے امام کے مسئلے کو ثابت کرنے میں لگ جاتے ہیں۔ اور ایسے مقامات پر بھی تقلید کو نہیں چھوڑتے بلکہ کتاب و سنت کو بہانے بنا بنا کر چھوڑ بیٹھتے ہیں۔

مولوی محمد نے اصل عبارت اور اس ترجمہ کے لکھنے کے بعد اس پر یہ نوٹ اضافہ کیا ہے۔  
برادران من آپ نے یہ عبارت ملاحظہ فرمائی آپ کیا میں اس کہنے میں حق پر نہیں ہوں۔ کہ ان فقہاء کرام کی یہ کتابیں قابل اعتبار نہیں۔ یہ مجموعہ اس قابل نہیں کہ ان پر دین کا مدار رکھا جائے۔

اب ذرا غور فرمائیے۔ کہ اس عبارت کو پڑھ کر ایک حنفی المذہب اور ولی اللہی خاندان کے معتقد کے دل پر کیا اثر پڑے گا۔ یا تو وہ اس قوت یقین کی بنا پر جو اسے اپنے مذہب پر ہے شاہ ولی اللہ سے بدگمان ہو جائے گا۔ یا اس حسن اعتقاد کے زور سے جو اسے شاہ ولی اللہ کے ساتھ ہے اپنے مذہب حنفی سے بیزار ہو جائے گا اور اس تحریف و تخیل سے ان لوگوں کا مقصد یہی ہوتا ہے۔

لیکن اگر اس شخص کے پاس اصل کتاب موجود ہوگی اور وہ عربی عبارت اور خصوصاً اس کتاب کی کسی دقیق و عقیق اور مطب عبارت کے سمجھنے کی قابلیت بھی رکھتا ہو گا۔ تو وہ فوراً اس فریب کا سراغ لگا لے گا۔ اور فیصلہ کرے گا کہ (۱) یہ قول شاہ ولی اللہ کا نہیں۔ بلکہ شیخ غزال الدین بن عبد السلام کا ہے۔ مولوی محمد نے یہ بالکل جھوٹ کہہ لیا کہ یہ شاہ صاحب کا ریمارک ہے (۲) یہ قول بھی عامہ فقہاء کے بارے میں نہیں۔ بلکہ خاص ان فقہاء کے بارے میں ہے۔ جو حکم کتاب و سنت کے ظاہر و ظہور بین اور غیر منہوخ ثابت ہو جانے کے بعد بھی اپنے قیاس و استنباط پر اڑا رہے۔ جیسے

کر اہل حدیث آیہ **وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ** کے بعد قرآن فاتحہ خلف الامام پڑھ رہے ہیں۔ لہذا مولوی محمد کا اس قول کو عام فہم پر چسپاں کرنا صاف ابلہ فریبی اور فقہ و فقہاء کے ساتھ خاص بغض و عداوت ہے (۳) ایسے فقہا جامد کے اس مردود طرز عمل سے وہ مستند و مقبول کتب فقہ نا قابل اعتبار نہیں ہو سکتیں۔ جن میں فقہائے محققین نے قرآن و حدیث کے صحیح مسائل استنباط کر کے درج کئے ہیں ورنہ خود شاہ ولی اللہ صاحب بھی کتب فقہ سے کام کیوں لیتے۔ ذرا انگوٹوں پر بصیرت کی عینک رکھ کر دیکھو کہ شاہ ولی صاحب نے مولوی کی شرح موسیٰ تمام تر فتاویٰ عالمگیری کی روشنی میں کی ہے۔ لہذا مولوی محمد کا یہ نوٹ بالکل بے سرو پا اور بے ہودہ پن کی ایک نمایاں مثال ہے دلیل کچھ ہے نتیجہ کچھ۔

طلوع آفتاب کا نتیجہ آمد شب نہیں ہوتی۔ دو اور تین مل کر دس نہیں ہوتے۔ دلیل تو یہ ہے کہ کتب و سنت کے مقابلہ میں اپنی قیاس آرائی کرنے والے فقہا بے لوگ ہیں۔ نتیجہ نکال کر تمام فقہائے کرام کی کتب میں ناقابل اعتبار ہیں۔ لا حول ولا قوۃ۔

گو بہاں گنجائش کہہ ہے اور ان مباحث کو طول دینا ہمارے موضوع سے زائد ہے۔ مگر ان لوگوں کی عام غلط بیانی اور دروغ بافی کا راز طشت از بام کرنے کیلئے کم از کم اس ایک نمونہ کے سارے پہلو مکمل کر دینے لازم ہیں۔ لہذا ہم حجۃ اللہ الباقی کی اس فصل کا خلاصہ ناظرین کے سامنے رکھ دیتے ہیں جس سے یہ عبارت مولوی محمد نے نقل کی ہے۔ اس ناظرین خود ان لوگوں کی کید و تشدید کی عادت کا اندازہ لگا لیں گے۔ حجۃ اللہ الباقی کی جلد اول مطبوعہ مصر کا صفحہ ۲۳۳ نکال لیجئے اس صفحہ کی ۲۷ ویں سطر سے ایک فصل یوں شروع ہوتی ہے۔ عبارت کا ترجمہ بھی ہم بلحاظ احتیاط خالص لفظی کریں گے مولوی محمد کی طرح ترجمہ کو اپنے جذبات کے رنگ میں نہیں ڈھالیں گے۔

فصل و حمانا سب هذا المقام التنبيه على فصل - اس مقام کیلئے مناسب ہے کہ بعض ایسے مسائل

۱۔ بے شک ہمارا یہ مذہب ہے کہ قول پیغمبر کے ظاہر و ظہور میں ہونے اور غیر منسوخ ثابت ہو جانے کے بعد قول امام اور قیاس مجتہد ان کے مقابلے میں کوئی حقیقت نہیں رکھتا لیکن آج تک کوئی یہ ثابت کر سکا ہے کہ آئین الجہر رفع یدین، فاتحہ خلف الامام وغیرہ میں حنفیہ کا مسلک حدیث کے خلاف ہے۔ مخالفین کو ماننا پڑے گا کہ منفعیہ کا ان تمام مسائل میں احادیث نبویہ پر عمل ہے۔ ہاں زیادہ سے زیادہ مخالفین یہ کہیں گے کہ وہ احادیث بخاری وغیرہ کی احادیث سے جن پر ہمارا عمل ہے ضعیف ہیں مگر حنفیہ کا بائگ اہل یہ دعویٰ ہے کہ بخاری وغیرہ کی احادیث ان احادیث کے مقابلے میں قابل تاویل یا منسوخ ہیں۔

مسائل ضلت فی بواہیہا الافہام وضلت  
الاقلام وطغت الاقلام منھا ان ہذا  
ہذا اھب الاسابیع المدونة المحررة قد  
اجمعت الامة او من یعتقد بہ مضاعی  
جوانہ تقلیدھا الی یومنا ہذا و فی ذالک  
من المصالح ما لا یخفی لاسیما فی ہذا  
الایام المتی قصرت فیھا الہمجد واشت  
النفوس الطوی واعجب کل ذی سماء  
برأیہ فما ذہب الیہ بن حزم حیث قال  
التقلید حرام۔

پر بھی توجہ دلائی جائے جسکے میدان میں فہم گمراہ ہو  
رہے ہیں قدم ڈکھا رہے ہیں اور قلم بے جا چلنے لگتے  
ہیں۔ ان مسائل میں سے ایک یہ ہے کہ ان چاروں  
جامع اور مضبوط مذہبوں دینی حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی  
کے متعلق آج تک ساری امت کا یا امت کے معتد  
حصہ کا اجماع ہو چکا ہے کہ انکی تقلید جائز ہے اور  
اس میں کبھی مصلحتیں ہیں جو کچھ حنفی نہیں ہیں خصوصاً  
اس زمانے میں جبکہ امتیں نہایت کوتاہ ہو چکی ہیں اور  
طبائع میں خواہش نفسانی سرایت کر چکی ہے۔  
اور ہر اہل رائے کو اپنی رائے پر چڑھ رہے ہیں وہ

جو ابن حزم نے کہہ ہے کہ تقلید حرام ہے تو:-

اس سے آگے کتاب کی پوری پندرہ سطروں میں ابن حزم کی دلیل اور بارہ حومت تقلید نقل کی ہے  
جسکو ہم بخوف طوالت حذف کرتے ہیں اور خود شاہ صاحب اسکو رد کر رہے ہیں چنانچہ فضا ذہب الیہ  
کے مبتدا کی خبر پندرہ سطر کے بعد یہ ہے:-

انما یتیم فیہ من الاجتہاد ولو توہم حکم اس شخص کیلئے صحیح ہو سکتا ہے جو قوت اجتہاد

۱۵ یہاں کسی کو یہ شبہ عارض نہ ہو کہ جواز تقلید سے مراد جواز الفعل مع جواز الزکر بمعنی اباحت ہے۔ یعنی بقول شاہ  
ولی اللہ تقلید مباح ہے جس کے ترک سے گناہ لازم نہیں آتا چنانچہ مولوی ندیر حسین وغیرہ غیر مقلدین نے جہاں جواز  
یا کذباً تقلید کا جواز تسلیم کہہ دیا وہاں انکی یہی مراد ہے کہ تقلید کا عمل اور ترک دونوں جائز ہیں۔ حالانکہ یہاں یہ مراد نہیں۔  
بلکہ یہاں جواز الفعل مع حرز الزکر مراد ہے جسکے معنی وجوب کے ہیں جیسے کہ توضیح وغیرہ کتب اصول میں مصرح ہے۔  
یعنی تقلید واجب ہے جس کے ترک سے گناہ لازم آتا ہے۔ اور حجۃ اللہ العظمیٰ نے مذکورہ عبارت میں شاہ ولی اللہ صاحب  
کی جائز مراد واجب ہے جس کی دلیل یہ کہ شاہ صاحب نے اپنی دوسری کتب مثل انصاف وعقد الجید وغیرہ  
میں صریحاً تقلید کے وجوب کا اعتراف کیا ہے جس سے ظاہر ہے کہ شاہ صاحب کے کلام میں تقلید کے لئے جائز اور واجب  
کے لئے الفاظ بیک معنی استعمال ہوئے ہیں۔ ورنہ ایک محدث عظیم القدر کے کلام میں تعارض لادم آتا۔

وہذا الایلیق بشانہ ۱۲



فی مسئلہ واحدۃ وفین ظہر علیہ ظہوراً  
 یبائن ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم امر بکذا  
 ونہی عن کذا وانه لیس بمنسوخ اما  
 بان یتبع الاحادیث واقوال المخالف  
 والموافق فی المسائل فلا یجد لها انتخا و  
 بان یری جما غفیراً من المتبحرین فی العلم  
 ینہون الیہ ویری المخالف لہ لایحتاج  
 الالقیاس واستنباط او نحو ذلک فخذ  
 لاسبب لاین الف حدیث النبی صلی اللہ  
 علیہ وسلم الاتفاق خفی اوحق جلی  
 وھذا هو الذی اشار الیہ الشیخ عمر الدین  
 بن عبد السلام حدیث قال ومن العجب  
 العجیب ان للعقماء داس سے آگے وہ عبارت  
 پڑھ جاؤ جو مولوی محمد نے نقل کی ہے

سے بہرہ مند ہو خواہ ایک ہی مسئلہ میں ہو۔ اور اس  
 شخص کیلئے جس پر یہ بات اظہر من الشمس ہو کہ  
 کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کا حکم دیا ہے اور  
 اور اس بات سے منع فرمایا ہے اور وہ منسوخ نہیں  
 یا تو اس طرح اس نے احادیث اور اقوال مخالف و  
 موافق کا جو اس مسئلہ میں ہوں تتبع کیا ہو یا اسکا  
 کوئی ناسخ نہ پایا ہو یا اس طرح کہ متبحرین علم کے ایک  
 جم غفیر کو دیکھے کہ وہ اس مسئلہ کی طرف گئے ہیں  
 اور وہ دیکھے کہ اس مسئلے کا مخالف محض قیاس اور  
 استنباط وغیرہ سے استدلال کرتا ہے پس ایسی صورت  
 میں حدیث کی مخالفت کی کوئی وجہ نہیں سوائے  
 اتفاق مخفی یا حق ظاہر کے۔ اور محض یہی بات ہے جسکی  
 طرف شیخ عزالدین بن سلام نے اشارہ کیا ہے چنانچہ  
 وہ کہتا ہے کہ بڑی تعجب کی بات یہ ہے کہ فقہاء (یہ اسی

عبارت کا سہ پہے جو مولوی محمد نے نقل کی ہے اب اسکو ساتھ ملا لیجئے)

اگر دنیا میں انصاف بالکل عقلاً نہیں ہو گیا اور حق و راستی کو ابھرنی لٹھنے مار مار کر بالکل فنا و نابود  
 نہیں کیا تو برا سے خدا تبتا بتدیجئے۔ کہ کیا شاہ ولی اللہؒ کی یہ عبارت بقول مولوی محمدؒ میں کا ذہن تھا اور ان  
 کی کتب فقہ پر ایک مخالفانہ رویہ رک ہے یا اس سے یہ بارہ (۱۲) باتیں ثابت ہوتی ہیں (۱) یہ قول شاہ ولی اللہؒ  
 کا نہیں بلکہ شیخ عزالدین کا ہے (۲) اس قول سے کا ذہن فقہائے کرام کی مذمت مقصود نہیں بلکہ فقہاء کے ایک  
 خاص بیدار طبقہ اور جامد الفہم گروہ کو جو ضد و تعصب میں نئے اہل حدیث کی فکر کے ہیں (۱) ابن حزم کے قول کا  
 مصداق ٹھہرا ہے اور باقی فقہائے حقانیتین کو اس قول کی زد سے بچا یا ہے (۳) مولوی محمد کا اس قول  
 کو کتب فقہ پر بے اعتمادی کی دلیل ٹھہرانا شاہ صاحب برا فترا ہے۔ فقہ کی کتابوں کا یہناں کہیں بھی بلکہ ساری  
 فصل میں ذکر نہیں (۴) شاہ ولی اللہؒ کے نزدیک مذاہب اربعہ مدون محرر ہیں (۵) امت کا ان کی تقلید  
 جو اہر اجماع ہے (۶) اجماع قرون اولیٰ سے آج تک چلا آیا ہے (۷) اس تقلید میں بڑی مصالح مرکوز  
 ہیں (۸) یہ مصالح کچھ مخفی نہیں کوئی عقل کا اندھا ہی محسوس نہ کرے تو نہ کرے (۹) خصوصاً اس زمانے میں ان

مصالح سے انکار کرنا تو بالکل بے بصیرتی اور کوہنشی ہے (۱۰) کیونکہ اس زمانے میں دون ہمتی نفس پرستی خود راہی عام ہے (۱۱) ابن حزم نے غلطی کی جو تقلید کو مطلقاً حرام کہا (۱۲) تقلید حرام ہے تو فلاں فلاں لوگوں کو ہے

**ناظرین کرام و سامعین عالی مقام** دیکھ لی آپ نے ان لوگوں کی عیاری و مکاری جنہوں نے حجۃ اللہ البالغہ سے تقلید کی تزدید اور قیاس و اجتماع کی مذمت ثابت کرنے کا ٹھیکہ لے رکھا ہے اس ایک ہی نمونے میں آپ نے اس کید و شبید کی دیجیاں بھی فضائے آسمانی میں اڑتی دیکھ لیں اب براہ مہربانی مولوی محمد کی اس کتاب درایت محمدی کا صفحہ ۵۷ نکالئے جس میں انہوں نے اپنے فرقہ کی عادت کے موافق لکھا ہے کہ اگر ایک حوالہ بھی غلط ہو تو ایک شتور و بیہ انعام دیا جائے گا۔ جی تو چاہتا ہے کہ آپ سزا دینا کر کے مولوی محمد سے یہ موعودہ انعام یا اسکا نصف یا ثلث یا ربع کچھ نہ کچھ انکی حسب حیثیت ہمارے نام مجبوا دیں کیونکہ اس جماعت کا "خزانہ عامرہ" انعام و کرام کیلئے "منشعاع" کے عہد سے وقف چلا آتا ہے۔ اور اب ان کے متواتر مرزائی لوگ جا بجا شرائط انعام لیتے اور انعام دیتے پھرتے ہیں مگر ہم بھی اچھا سمجھتے ہیں کہ غلطی تو لفظ کے تو بخشیدم۔

امیدوار بود آدمی بخیر کساں      مرا بخیر تو امید نیست بدر کساں

یہ تو صرف حقیقۃ العقہ اور روایت محمدی کا اصل فتاوہ بھی شتے نمونہ از خوارے۔ یہاں اہل حدیث کی کسی خاص کتاب کا مکمل جواب لکھنا مقصود نہیں ورنہ کم از کم ان دو کتابوں میں جس طرح خوف خدا کو بالائے طاق رکھ کر غلط بیانی و افتراء پر دازی اور دجل و تبلیس اور تحریف و تحلیط اور مبالغہ و مغالطہ سے کام لیا گیا ہے اسکو ہم بے نقاب کر کے دکھا دیتے۔ لہذا ہماری مجبوری کو ملحوظ رکھ کر ان چند نمونوں کو کافی سمجھیں اور بقول "قیس کن رنگستان من بہار مرا" اس باگی پر سارے ڈھیر کو قیاس کر کے نئے اہلحدیثوں کی کسی کتاب پر کبھی بھی اعتبار نہ کریں۔ کیونکہ ان لوگوں کا قلم جہاں اٹھتا ہے تو مولانا امیر الدین مرحوم اور حضرت مولانا محمدہ صاحب محدث دہلوی مرحوم کے بیان کردہ عقیدہ کے زیر اثر طلاق العنان کے ساتھ اپنا کام کرتا ہے۔ اور وہ لوگ تعجب نہیں اس تحریف و تخیل کو گنہگار بجائے کار خیر سمجھتے ہوں اسلئے عامہ احناف اس بارے میں خوب ہوشیار و محتاط رہیں کہ اہلحدیث کے کسی رسلے یا مضمون میں کوئی حوالہ خواہ بخاری و ترمذی کا ہو یا ہار و شانی کا یا ابن خلقان و خطیب بغدادی کا یا مسلم الشیوخ و حسامی کا یا کسی اور کتاب کا اسکو ایک نظر بھی دیکھنا منظور نہ کریں تاوقتیکہ اصل کتاب سامنے نہ آجائے اور اسکی صحت عبارت اور دیانت فی النقل کے متعلق اپنا اطمینان نہ کر لیا جائے اور اس عبارت کے

سیاق و سباق پر نظر کر کے اصل کتاب کے مؤلف کا مقصد و مدعا معلوم نہ ہو جائے گا۔  
چوے بیغم کسے از کوئے او ناشادے آید +  
فرہے کر وے اول خوردہ بودم یا دے آید +

## تنقید و تبصرہ

فیصلہ مقدمہ بہا و لیو۔ بہاول پور کے مشہور عالم شیخ نکاح کے مقدمہ کا فیصلہ کتابی صورت میں طبع ہوا ہے۔ فاضل حج نے عقلی و فنی دلائل کے ساتھ میرزا یونکو دائرۃ اسلام سے خارج قرار دیکر مسلمہ کا نکاح میرزائی کے ساتھ فسخ کر دیا ہے۔ اس مقدمہ میں علامہ سید انور شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ و دیگر نامور علمائے اسلام کی شہادتیں ہوئی تھیں۔ میرزائیوں کی طرف سے جلال الدین شمس شیخ مبارک احمد و غلام احمد مجاہد وغیرہم پیر و کار رہے، کئی سال کی زبردست جدوجہد و تحقیق کے بعد اسلامی ریاست کے فاضل حج نے یہ کفر شکن فیصلہ رکھ کر علمائے اسلام کے فتاویٰ کی تصدیق کر دی۔ اس فیصلہ نے میرزائیت کی جڑیں کھوکھلی کر دی ہیں۔ ہم بڑے زور کے ساتھ اپنے قارئین سے اس فیصلہ کی خریداری کی سفارش کرتے ہیں۔ ڈیڑھ سو صفحات پر یہ فیصلہ طبع ہوا ہے۔  
کاغذ و طباعت دیدہ زیب قیمت ۱۲

ملنے کا پتہ :- مولانا ابوالعباس محمد صادق صاحب موری دروازہ۔ بہاول پور۔  
مجربات سلطانی۔ ارسلوے زماں مولانا حکیم مفتی سلیم اللہ خان صاحب مرحوم لاہوری کے شاگرد رشید زبدۃ الحکماء حکیم محمد یار صاحب نے اپنے اور حکیم صاحب مرحوم کے ذاتی مجربات و اسرار و سرمدیہ کو نہایت فیاضی و دریا دلی سے انبائے وطن و طب قدیم کی خدمت کیلئے شائع فرمائے ہیں۔ کتاب کی مقبولیت کا یہ عالم ہے کہ اس کے پہلے دو ایڈیشن قلیل عرصہ میں ہاتھوں ہاتھ نکل گئے حکیم صاحب نے اس کتاب کا تیسرا ایڈیشن شائع کیا ہے۔ کتاب طبیب اور غیبیہ کیلئے کساں مفید ہے۔ حجم ۶۰ صفحات۔ تعداد نسخہ جات ۲۱۰ قیمت ایک روپیہ۔ طبع  
مجربات سلطانی حصہ دوم۔ زبدۃ الحکماء حکیم محمد یار صاحب لیا بی بی نے مجربات سلطانی کا دوسرا حصہ بھی شائع کر دیا ہے۔ ہم حکیم صاحب کی طبی قابلیت سے اچھی طرح واقف ہیں۔ یہ کتاب لکھ کر اپنے طبی دنیا اور عام پبلک پر حسانِ عظیم کیا ہے۔ حصہ دوم کا حجم ۲۵۲ صفحات۔ تعداد مجربات ۳۷۸۔ لکھائی و چھپائی ہر دو نسخہ کی عمدہ و دیدہ زیب ہے۔ حصہ دوم کی قیمت دو روپیہ آٹھ آنے ہے۔ ہر دو حصہ طلب کرنے والوں سے صرف تین روپیہ وصول ہوگا۔  
ملنے کا پتہ :- دارالکتب نقشبندیہ۔ للیائی۔ ضلع شاہ پور۔

# بنگش بنی وکلب علی شیعہ کی چھٹی ملاقات

**بنگش**۔ آئے کلب علی یہ آپ کے ساتھ دو سکر کون صاحب تشریف لائے ہیں۔

**کلب علی**۔ یہ میرے دوست کلب حسین ہیں آپ کی تعریف سن کر آئے ہیں۔

**بنگش**۔ ایک نشہ دوشہ اچھا کچھ پوچھنے آئے ہیں۔

**کلب حسین**۔ ہم خرمادہم ثواب۔ ملاقات بھی ہوگی اور ایک سوال کی تشریف بھی۔

**بنگش**۔ فرمائیے۔ (دو فوق کل ذی علم علیم)

**کلب حسین**۔ کسی پچھلے پرچے میں آپ نے لکھا تھا کہ حسینؑ اپنے جد غفری کے ساتھ تو آسمان پر ہیں۔ اور شیعہ

تیرہ سو سال سے اُن کے مقام شہادت کی طرف سربسجود اور ہندو کی طرح پوجا پاٹ میں مشغول ہیں۔

**بنگش**۔ کیا آپ نے درجہ ۵۱ مئی یا یکم ۱۵۱۵ نومبر ۱۳۳۵ء میں نشاۃ اور عنایت علی اڈیٹر کا مشترکہ جوائنٹ

نہیں دیکھا۔ جس میں مرقوم ہے کہ بنگشی گوی کا بکواس اور دسواس خناس ہے۔

**کلب حسین**۔ یہ تو گوزشتہ کی طرح نہ زمین نہ آسمان کوئی جواب نہیں۔

**بنگش**۔ بدنام کنندہ بخاریان اڈیٹر درجہ ۵۱ کے جوابات میں ایسے ہی سوائے بخش گالیوں کے

کچھ بھی نہیں ہوتا جس کے ذریعہ سے وہ اہل سنت کا ناظرہ بند کرنے کا خیال باطل کر کے شیعوں میں اپنا نام بڑھانا

چاہتا ہے۔ ورنہ متانت سے پوچھتے تو یہ یہی ہی بار جواب عرض کرتا۔

**کلب علی**۔ امید ہے کہ آپ میرے دوست کلب حسین کو اپنے جواب کے ناامید و نامراد نہ فرمائیں گے.....

**بنگش**۔ سنو امامت کے سحر زدہ کلبو اور اپنے امام کی صداقت ملاحظہ کرو (حیات القلوب

جلد دوم ص ۳ سطور ۵-۶۔ چوں حسین بن علی شہید شد ملائکہ فرود آمدند و آنحضرت را با سماں بردند

حضرت صادق فرمود کہ ای امش این حدیث از علمہائے محزون کنون است روایت مکن آن را مگر کہ

اہل این دانی (در ترجمہ) امام جعفر نے فرمایا اے امش حسین بن علی جب کہ بلا میں شہید ہوا۔ تو فرشتے آسمان

سے اُتر کر حضور کو آسمان پر اٹھا لے گئے۔ اور یہ ہمارے امامت کے خزانہ کے پوشیدہ رازوں میں سے ایک

راز ہے۔ خبردار کسی اہل پر ظاہر نہ کرنا دینے کسی شنی کو خبر نہ ہونے پائے) اور واضح ہے کہ آنحضرت جسم مع روح

کا نام ہے۔

اب ہمیں بتایا جائے کہ خناس کون ہوا اور بکواس کس کا۔

**کلب حسین**۔ آپ نے اس حوالہ سے عنایت اور نشاط کا منہ کالا کر کے ہمارے خدا پرستی کے بساط کو ہی اٹھ دیا۔ تو ایک عجیب شگوفہ کھلا دیا۔

**کلب علی**۔ بے شک صادق کے حوالہ دینے سے ہم کو ماننا پڑے گا اور میں بھی اسکو محسوس کر چکا ہوں۔

کرمیت علی نقوی کا کسی معقول جواب دینے کی بجائے یہ لکھ دینا۔ .....  
رنگش غریبی کی ہزلیات، سراسر بے ہودگی شرمندگی سواد الوجہ فی الدارین ہے۔ اہل حقیقت سے عوام الناس کو بے خبر لکھ کر بت پرستی میں مبتلا کرنا یہ کیا بھی اسلامی طریقہ اور تعلیم کا ہے۔ .....

**بنگش**۔ یہی رو نواتیں بھی رو رہے ہوں کہ آل ابوطالب کیوں امت محمدی پر رحم نہیں کھاتے اور کیوں یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ حضرت حسین اپنے والد کی تصویر کے متصل پانچویں آسمان پر جو خدا نے اپنے نور سے

بنائے فرشتوں کیلئے قائم کر دیا ہے محو خواب نازیں۔ .....  
**کلب حسین**۔ مجھے تو یقین نہیں کہ ایسی جھگاری گئی ہو۔

**کلب علی**۔ فوراً تو یہ کرو اور اس حدیث کو مانو ورنہ امام جعفر کو جھوٹا جانتا پیٹے گا۔ (معاذ اللہ)  
**کلب حسین**۔ استغفر اللہ میں ایسی پاک ہستی کو جھوٹا جانوں جسکے پر دادے کا نہ صرف غلام بلکہ کتا

ہوں۔ .....  
**کلب علی**۔ بنگش بنگش کے ساتھ مخاطبت کرنے کی بجائے پہلے میری طرف متوجہ ہو کر سنو پچھلے

دنوں مدرسۃ الواعظین کسٹومیں میں نے ایک بار ان دیدہ ضرغام المجتہدین سے سنا کہ ہمارے امام موسیٰ اکبر امدادیت سخت ناقابل فہم ہوتی ہیں کہ دلائیمین بہ الاملاک مقرباً (و نبی مرسل) (اصول کافی)

بس اس حدیث کو بھی ان میں شاعر کرنا چاہئے جو مشرکانہ رنگ میں رہزن عقاید مومنین ہے۔  
**بنگش**۔ ایسی صد ہا باتیں جنکے حرف سے شرک ٹپک رہا ہے آپکے مجتہدین بالخصوص

ہم نہاد ذریعہ علی اپنے وقار کو برعائے کیلئے بلا دریغ بیان کر گئے ہیں۔ .....  
**کلب علی اور کلب حسین**۔ بتلا دو مثلاً۔ .....

**بنگش**۔ از حیثیت کہ سیناں نزول دارند + در دوستی علی تفاعل دارند + (دیوان وفائی)  
قوے مجتہدیش تامل نکنند + اینان در خلافتش تامل دارند +

**کلب علی**۔ سو فانی کوئی مجتہد تو نہیں کہ آپ اسکے کلام کو پیش کرتے ہیں۔  
**بنگش**۔ از علی عے شنید لطق علی + بد علی جز علی نبود آسجا۔ "یہ معراج میں رسول اللہ کے ساتھ جو گفتگو ہوئی۔ وہ خدا نے مقابلہ علی تھا۔ دیکھ یہ تو جاسم المؤمنین میں قاضی نور اللہ شمسری مجتہد و دعویٰ

سیادت نے درج کیا ہے۔

**کلب علی**۔ ایسے ذو معانی الفاظ قابل التفات نہیں ہوتے۔

**بنگش**۔ اس طرح پادری بھی ولایت عیسیٰ علیہ السلام کو ذو معنی بنا رہے ہیں یعنی جسمانی پر روحانی کا ملیج چڑھا رہے ہیں۔ لیکن خدا نے اُنکے دہل کو چلنے نہیں دیا۔ اور صاف لفظوں میں اُن کو کافر بتایا بس آپ کا اور اُن کا معاملہ ایک ہی ہے

**کلب حسین**۔ غایت محبت انسان مغلوب ہو کر مجذوب بن جایا کرتا ہے اور مجذوب قابل گرفت نہیں ہوتے۔

**بنگش**۔ ہاں آپکے ہندی مولوی مقبول شیعہ نے جب غایت محبت مذہبی سے مغلوب ہو کر سر بازار اصحاب رسول اللہ کو لعن طعن شروع کیا تو بدوران مقدمہ اس نے اپنے اس مردود فعل کو اپنا مذہبی رکن بنا کر خود کو جذبات مذہبی کا ایک مجذوب بتایا۔

**کلب حسین**۔ تو پھر جواب اور نتیجہ اُس کا کیا نکلا۔

**بنگش**۔ دہلے اسلام کی طرف سے کہا گیا کہ پھر ہم بھی بسا اوقات محبت مذہبی سے مجذوب بن کر ایسے مجذوبوں کو شہر خاموشاں میں پونچھا دیتے ہیں (اس پر عدالت نے) ایسے بے سٹر پادریوں کو قابل التفات نہ جان کر اُسکو جیل میں چھ مہینے آرام لینے کے لئے بھیج دیا۔ یاد رکھئے کہ اگر کسی درخفت اور بی بیل و نہار ہیں۔ تو آپ کا موجودہ جذبہ اہلسنت میں بھی سرایت کرنے والا ہے۔

**کلب علی**۔ حسین راہہ آسمان بردند والمعاد جو ایک مذہبی فریضہ سے تعلق رکھتا ہے اور جسکے سننے سے ہمارے رونگٹے کھڑے ہونگے اور جسکے نہ ماننے سے بھی کھڑکا اندیشہ ہے کیونکہ کافی میں امام کا فرمان ہے۔ دو من انکو ناھو کاھش اور ہمارے دوڑ دھوپ کا نتیجہ جو کر بلا کو بارہ مہینے اپنا جولان گاہ بنائے رکھے ہیں سوائے شکر کے کچھ نہ نکلا۔ اب حج بیت اللہ پریش لاکھ لکھنا ثواب کر بلا کو بھی بیان کیجئے۔ کیونکہ ہمارا درخفت سیا لکھوٹی بجائے معقول جواب دینے کے بک بک کرتا ہوا تمام اخبار کو خرافات ہزلیات بلا مغالطہ سے بھرا کر اصل واقعہ سے ہم کو اندھیرے میں رکھنے کا عادی ہے اسے سکوت سے کچھ خدشہ پیدا ہو رہا ہے۔ کہ وال میں کچھ کالا کالا ہے۔

**بنگش**۔ سنئے میرا دعویٰ بلا دلیل نہیں ہوتا۔ اور عنایت علی نقوی تجاری کا سکوت بھی سمجھتے نہیں کیونکہ اُنکی اشاعت سے مذہبی راز دہن کے فاش ہو جانے کا اندیشہ ہے جیسا کہ امام جعفر کی طرف منسوب کیا گیا ہے کہ دہلے اس حدیث از علمائے مخزون کنون است، پس اس حدیث ثواب کر بلا کو بھی انہی میں سے شمار کرنا چاہئے۔

[illegible]

کلب حسین کلب علی کی طرف مخاطب ہو کر بھائی ایک زندہ دوشد بکشد کجا بیست لاکھ گن اور کجا یہ ساٹھ لاکھ گنا۔ . . . . معلوم ہوا کہ ہمارے مومنین کی حج کی طرف سے بے پردہی ایسے ہی اقوال پر مبنی ہے۔۔۔۔۔

کلب علی (کلب حسین کو) ثواب عظیم کے تو ہم سب قائل ہیں لیکن ناسقدار طومار کے کیونکہ حضرت آدم سے تا ایں دم سات ہزار برس کا عرصہ بیان ہوتا ہے۔ فرض کیا جائے کہ اگر ایک شخص آج تک زندہ رہتا تو سات ہزار حج اُسکے ادا ہو جاتے اب اسٹھ لاکھ تریانوے ہزار برس اسکو اور زندہ رہنا چاہئے۔ تب کہ بلکے ایک ثواب کو حاصل کر سکے۔ بھلا کون اتنی عمر پائے اور ساتھ ہی اپنی دولت کو ریگے ٹیسے کی طرح دریا میں بہائے۔۔۔۔۔

کلب حسین (کلب علی کو) بھائی خدا جزائے خیر سے ہمارے مجتہدین کو کہ ہم کو اماموں کے اسرار کمونہ سے آگاہ کر کے ایک نہایت اہل اور آسان طریقہ سے آگاہ کر دیا کہ اپنے گھر سے نکل کر سیدھا کراچی پہنچا اور وہاں چاہا کا وہی ملک کراچی نابصرہ لیا پھر وہاں سے فوراً ریل کا ٹکٹ لیکر زیارت حسین سے کہ بلا میں مشرف ہو کر تیسرے ہفتے واپس گھر پونچھ زیادہ سے زیادہ ایک مہینہ اور کل تلوار و پیر خرچ ہوتے ہیں۔ بالمقابل حج کی نسبت سستے ہیں کہ کم از کم چھ سات سو روپہ خرچ ہونے ہیں تو پھر ہم کیوں اپنی مذہبی تعلیمات پر غور نہ کریں۔ کجا قل اعوذی ملا فونٹے ثواب حج کے دکھلا دے۔ اور کجا یہ گنج گرامنا یہ۔

کلب علی ۔ بھائی آپکا سب کچھ فرمودہ درست اور سچا لیکن اب اسکا کیا کیا جاوے کہ نگہبانی ہمارے پیچھے ایسی بری طرح پڑا ہوا ہے کہ ہمارے راز ہائے سرستہ کو کھول کھول کر عوام الناس کے سامنے بیان کرنے سے ہمارے لئے موجب مسخو بنا رہے ہیں۔

**کلب حسین** - خدا زندہ رکھے قرۃ العین ابوطالب اور زندہ یادگار حضرت ابن امام علی علیہ السلام کا عیوناب  
عنايت علی اذیر اور سخت کو اُسکے پاس گالیوں کا اسقدر ذخیرہ ہے کہ جسقدر اُسکے بدن پر مال ہیں اسقدر گندہ  
گالیوں سے اُسکے اوپر گندگی چھینے لگا کہ نگہبشی کی زندگی کو تلخ اور تنگ کر کے آخر کار اپنے ہار کو انکر کے عافیت

میں خاموش بیٹھنے کو غنیمت سمجھ گا۔ .....  
**بنگش**۔ میں آپ ہر دو مومنین کی آپس میں گفتگو اور مخاطبت سنا کر آپ کی تصدیق کرتے ہوئے عارض ہوں کہ جو استعداد اور قابلیت آپ کے مذکورہ اڈیٹر صاحب کو کمالی گلوچ کے متعلق حاصل ہے۔ انکو صرف ایک سال کے پرچوں سے فراہم کر کے قریباً ۱۲ درجن بلکہ اس سے بھی زیادہ ایک سالہ بنام شیشہ میں جمع کر چکا ہوں۔ ہم کو اس سے ہی توقع اور آپ کا فرمودہ بجا ہے لیکن میں نے آپ صاحبان کی تشریف آوری اور استفسار پر ہر دو الزامات وار وہ خود پر روشنی ڈال کر آپ کے سامنے مع حوالہ کتب معتبرہ پیش کئے۔

گر نہ بسند روز شیرہ چشم + چشمہ آفتاب را چہ گناہ  
**کلب علی**۔ واقعی ماننے اور قبول کرنے کا سوال نہایت مشکل ہے مگر میں کلب حسین کو اسی واسطے اپنے ساتھ لایا کہ وہ بھی آپ کے دلائل سے اور ہم آپس میں کسی معقول نتیجہ پہنچنے کی کوشش کریں۔ حالانکہ یہ ہر دو امور نہایت اہم ہیں اور آپ نے ثابت بھی کر دیا۔ ایسی حالت میں جبکہ حسین کا وجود باوجود بھی موجود نہیں۔ صرف دشت گرگ بلا کو جا کر اسکے ہیب اور ڈرائیوالے حالات واقعات گزشتہ کو اپنے پردہ کمال میں جا کر شرف حضور جی سلطان ہو کر واپس آئے ہیں حالانکہ حضرت ممدوح پردہ زمین پر کسی گوشہ میں بھی نہیں اور پھر اس پر نقاب ساطع ساٹھ لاکھ حج عمرہ اور جہاد کا۔  
**بنگش**۔ آپ کے شک کی سلطان اہل اعظین یا اگر گریں پوچھ کر اپنی تسلی حاصل کیے لیکن وہ اپنی تسلی کیلئے تصویر پرستی کا ثبوت خدا کی طرف پیش کر کے امامو کے ارشادات کو آپ کے سامنے رکھ دیا۔ کہ امامو کی تعظیم اور تصویر پرستی خدا کا فعل ہے پھر تم ہر دو کا کیا عذر ہو گا۔

**کلب علی**۔ اب تو آپ نے ایک تیسرا غنچہ کھلا دیا کھلاتا۔  
**کلب حسین**۔ ہاں ذرا اسکو بھی تو بیان کر دیجئے۔  
**بنگش**۔ از کتاب معراج ابن بابویہ جیات القلوب جلد دوم ص ۳۰۲ از جعفر صادق روایت است

کہ رسول خدا فرمود کہ چوں در آسمان بنجم رسیدم صورت علی را در آنجا بجا دیدم کہ مردم از بزمی کیست افزا پر رسیدم بجو اجم گفت کہ ملا کہ عرض کردند پروردگار از فرزند آدم در دنیا بہر مند شدہ اند از خورشید جمال علی پس ما را نیز بہرہ مند گردان بصورت آنحضرت پس حق تھا صورت آنحضرت را از نور اقدس خود آفرید۔ و الا شال در شب روز اور زیارت میکنند و از مشاہدہ او تمتع می شوند۔

(ترجمہ) جعفر سے روایت ہے کہ رسول خدا نے فرمایا کہ جب میں پانچویں آسمان کو پہنچا تو وہاں پر صورت علی کو دیکھا۔ جب جبرئیل سے دریافت کیا۔ تو کہا کہ فرشتوں نے عرض کیا پروردگار ابی آدم کو علی کے دیدار سے روزمرہ بہرہ یاب ہو رہا ہیں



ہم کو بھی اُسکے دیدار سے مشرف فرما پس خدای تعالیٰ نے اپنے نور مقدس اُسکی صورت کو پیکر کر کے یہاں تک قائم کر دیا۔  
اُسکے بعد ملائکہ اور فرشتے رات دن اسکی زیارت سے مشرف ہو رہے ہیں۔

اسلام کے لباس میں بُت پرستی کی حمایت کرنیوالو! خدا کیلئے ذرا سوچو اور غور کرو کہ کیا ہندو موجودہ طرز بت پرستی اور اسمیں کچھ بھی فرق ہے۔ انہوں نے بھی تو اپنے بزرگوں کرشن اور راجندر جی کی مورتیاں یعنی صورت بنا کر تعظیم اسکی زیارت کو رائج کر دیا ہے۔ اگر ہندو یہ اعتراض کریں کہ تعلیم میں شیعوں کی کتب سے حاصل ہوتی ہے اور ہم نے شیعوں کے قدم بقدم چل کر سنت اللہ کو جاری کر دیے۔ تو آپ کے پاس اسکا کیا جواب ہوگا۔

**کلب علی**۔ درحقیقت آپ کے ہر سرائزات ایک ایک بڑھکے ہیں اب تو ہمیں غافل نہ رہنا چاہیے کیونکہ دین کا معاملہ ریزہ ریزہ ہو گا اسکا تھفیف اپنے بڑے بڑے علاموں مجتہدین عظام سے کرنا چاہئے۔ ورنہ

**بنگش**۔ ورنہ کیا معنی۔ بخدا اے لایزال کہ اگر علی سے لیکر مہدی تک جملہ خود نفس نفیس اگر آپ کو موجودہ خلیفہ ناروا مخالف شریعت عرا کو ترک کر کے واسطے جوئی سے ایڑی تک زور لگا دیں تو بھی آپکا رجوع ناممکن ہے۔

**کلب حسین**۔ ہماری رائے میں حسینؑ دروازہ خیر کو اکھٹ کر زمین آسمان بلکہ عرش الہی تک لرزہ میں ڈال دیئے تھے اُسی شیر کے فرزند حضرت عنایت علی نقویؑ اڈیٹر درجنف کو متوجہ کر کے بہ پیروی اپنے مورث اعلیٰ آپکی چاروں طرف سے خاک بند ہی کو ہٹا کر ریزہ ریزہ کر کے پیوست خاک کر دیں گے۔

**بنگش**۔ چشم مار و شن دل ناشاد۔ بشرطیکہ جواب باصواب ہو۔ نہ بطریقہ سابقہ بک بک بک بک۔  
**کلب علی**۔ ہم اپنی طرف سے کوشش کریں گے اور جہاں تک ہو سکے ہم اسکو کسی قسم فاحش کے استعمال کی اجازت نہیں گے۔

**بنگش**۔ آپ کی اس مہربانی کا شکریہ جاتے وقت..... دقتیں کر بلا از آسمان بالا کا واقعہ بصورت منظوم اپنے ساتھ لیتے جائیں ممکن ہے کارآمد ہو کر بھول چوک سے محفوظ رہیں۔

آن حسین کر بلا اندر سما دانت علیؑ + با جہد بردہ ملا مکات ازان کش یقتولون  
پس چو میگویند این دیوانگان مذہبی + یا چہ بوسند یا خاک لودہ بخون  
کلب علی و کلب حسین ان تین مسائل کو جن کا خلاصہ مکر حسب ذیل ہے:-

شہید کر بلا از آسمان بالا۔ زیارت کر بلا ساٹھ لاکھ گنا از حج زیادہ۔ بنائے بت پرستی بصورت علی  
آپ براہ مہربانی اس کا تھفیف کر کے بذریعہ درجنف وغیرہ شائع فرما کر ایک یا دو پرچے مجھے بھی بھیج دیجئے  
شاید کہ اُس سے مجھے بھی کچھ ہدایت حاصل ہو سکے۔

# میرزائے قادیان کی علمی لیاقت

دازمولا نامحمد رحمت اللہ صاحب ارشد بہاول پوری

میرزائے قادیان کو سلطان القلم ہونے کا دعویٰ ہے۔ اور اس نے اپنی متعدد تصانیف میں اپنے کلام کو اہل  
دور اخلاط و خطا وغیرہ سے پاک و صاف ظاہر کیا ہے۔ علمائے اسلام اسکے اس دعویٰ کی حقیقت دنیا پر آشکارا کر چکے ہیں  
میرزائے قادیان کی علمی ادبی مرغی غوی اور لغوی غلطیوں کی مکمل فہرست اگر مرتب کی جائے تو ایک ضخیم کتاب تیار ہو سکتی  
ہے۔ میرزائیوں کا سلطان القلم عربی یا اردو صحیح لکھنے سے عاری تھا۔ اسکی سب سے پہلی تصنیف براہین احمدیہ کو دنیا میں  
خمر کے ساتھ پیش کیا جاتا ہے۔ یہی وہ کتاب ہے جو میرزائی ترقی و مشہرت کا باعث بنی۔ یہی وہ کتاب ہے جسے علمائے اسلام  
سے خراج تحسین حاصل کیا۔ یہی وہ کتاب ہے جسے تین سو جزو اور پچاس جلدوں میں ہونے کا دعویٰ کر کے ہتھاری  
کتاب فروشوں کی طرح میرزائے قادیان نے لاکھوں روپیہ قوم سے پیکی وصول کیا۔ میرزائیوں کی اس مایہ ناز کتاب کی حقیقت  
بھی ظاہر ہو چکی ہے۔ محمد یحییٰ صاحب تنہا لکھنے والی کتاب سیر المصنفین میں مولانا برج علی صاحب حیدر آبادی کے تذکرہ میں  
میرزائے قادیان کے چند خطوط نقل کئے گئے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ براہین کی تصنیف کیلئے میرزائے قادیان مولانا  
مرحوم کاراہین منت ہے۔ اور اس نے مولانا مرحوم کے مضامین کو اپنے نام سے شائع کر کے علمی سرزد کار کا رنگاں کیا ہے۔  
ذیل میں میرزائے قادیان کے خطوط سیر المصنفین سے نقل کئے جاتے ہیں:-

خط اول ”آپ کا اتقان نہ محبت آمود غرور و دلایا۔ اگرچہ مجھ کو پہلے بابت الزام ضم اجتماع براہین قطعیہ

واثبات نبوت و حقیقت قرآن شریف میں ایک عرصہ سے سرگرمی تھی مگر جناب کا ارشاد موجب

گرم جوشی و باعث اشتغال شعلہ حمیت اسلام ہوا۔ اور موجب تقویت و توسیع حوصلہ خیال

کیا گیا۔ کہ جب آپ سا اولوالعزم صاحب فضیلت دینی و دنیوی تہذیب سے حامی ہوا اور تاجیدین

حق میں دلی گرمی کا اظہار فرما دے تو بلا مشائبہ ریب اسکو تائید میں خیال کرنا چاہئے۔ جزاکم اللہ نعم اہل

ماسوا اس کے اگر اب تک کچھ دلائل یا مضامین آپ نے نتائج طبع عالی سے جمع فرمائے ہوں تو

و بھی مرمت فرمادیں۔“

مکتوب بالا کے سیاق و سباق سے پوری طرح واضح ہے کہ کتاب کس قدر جارحانہ و زاری سے مضامین

طلب کر رہا ہے اور وہ کس حد تک مولوی صاحب مرحوم کے دلائل سے فائدہ اٹھانا چاہتا ہے۔

دوسرا خط۔ قادیانی اپنے دوست خط میں مولانا مرحوم کو لکھتا ہے:-

آپ کے مضمون اثبات نبوت کی اب تک میں نے انتظار کی برباب تک نہ کوئی غایت نامہ نہ کوئی مضمون  
 بھیجا۔ اسلئے آج کر تکلیف دیتا ہوں کہ براہ عنایت بزرگانہ بہت جلد مضمون اثبات حقانیت فرقان  
 مجید تیار کر کے میرے پاس بھیجیں اور میں نے ایک کتاب جو دس حصے پر مشتمل ہے تصنیف  
 کی ہے اور نام اس کا براہین احمدیہ علا حقانیت کتاب اللہ القرآن والنبوة الحمدیہ رکھا ہے۔  
 اور صلاح یہ ہے کہ آپ کے فوائد فرامد بھی اسمیں درج کروں اور اپنے محقر کلام کو اس سے زیب  
 وزینت بخشوں۔ سو اس امر میں آپ توقف نہ فرمادیں اور جہاں تک جلد ہو سکے مجھ کو مضمون  
 مبارک اپنے سے نمون فرمادیں۔

اس سے صاف واضح ہے کہ براہین احمدیہ بغیر ترسیل دلائل و مضامین مولانا مرحوم نہ صرف ناقص ہے  
 بلکہ کسی صورت میں تیار نہیں ہو سکتی۔ کتب میں کس قدر پر زور الفاظ میں دلائل کا مطالبہ ہے۔ میاں قادیانی نبی کو  
 انتظار۔ ضرورت اور اپنی محقر کلام کا اقرار ہے۔ وہاں مولانا جو سیالہ الثقلین فداہ ابی داعی سے صرف امتی ہونیکا  
 تعلق رکھتے ہیں کی عنایت بزرگانہ فوائد فرامد کی تسلیم بھی ہے۔ اور مولانا مرحوم کے کلام کو اپنے محقر کلام کیلئے زیب و  
 زینت بخش بھی قرار دیا گیا ہے۔  
 اسلئے بعد پنجاب میں آریوں کے شور و شغب اور عداوت اسلام کا کسی تفصیل سے ذکر کیا ہے اور آخر  
 میں لکھا ہے کہ:-

دوسری گزارشیں یہ ہے کہ .....  
 ... آپ کو جو اپنی ذاتی تحقیقات سے اعتراض ہنود پر معلوم ہوتے ہوں یا جو وید پر اعتراض ہوتے ہوں  
 ان اعتراضوں کو ضرور ہمراہ دو سکے مضمون اپنے کے بھیجیں۔  
 متنبی قادیانی ضرورت کا اندازہ اسکی اپنی تحریر سے بخوبی کیا جاسکتا ہے۔ مزید کسی تشریح کی ضرورت نہیں  
 خط چہارم۔ ایک اور خط مورخہ ۱۹ فروری ۱۹۷۹ء میں تحریر فرماتے ہیں:-  
 فرقان مجید کے الہامی اور کلام الہی ہونے کے ثبوت میں آپ کا مدد کرنا باعث ممنونی ہے۔  
 اس خط میں مولانا کے مسئلہ مضامین کا شکریہ ادا کرتے ہیں اور پھر دو سکے مضامین کا مطالبہ مندرجہ  
 ذیل الفاظ میں کرتے ہیں:-

میں اسدن بہت خوش ہوں گا کہ جب میری نظر آپ کے مضمون پر پڑے گی۔ آپ بمقتضائے اسلئے  
 کہ اگر کیم اذاد و عروفا مضمون تحریر فرمادیں لیکن یہ کوشش کریں کہ کیف ما اتفق مجھ کو اس سے  
 اطلاع ہو جائے۔ تاکہ نقل کرنے میں مزید تکلیف برداشت نہ کرنی پڑے۔

ان تمام مندرجہ بالا چار خطوط سے اظہر من الشمس ہے کہ براہین احمدیہ کی تصنیف میں مولانا مرحوم کا کس قدر حصہ ہے اور قادیانی کا کس حد تک۔

پوشیدہ نہ رہے کہ یہ صرف وہ خطے ہیں جو مولانا چراغ علی مرحوم کو لکھے گئے ہیں۔ خدا جائے کرا سی طرح اور بھی کئی مایہ ناز ہستیوں کو تکلیف دی گئی ہوگی اور کس قدر انکی سادہ دلی سے فائدہ اٹھایا گیا ہوگا۔ قیاس کن رنگستان من بہار مراد:

جہاں تک مندرجہ بالا خطوط کا تعلق ہے صاف واضح ہے کہ نہ صرف مولانا چراغ علی شریک تصنیف ہیں بلکہ تصنیف کا زیادہ حصہ آپ کی عنایت۔ احسان۔ بندہ نوازی پر موقوف ہے۔ لیکن جب مولانا مرحوم کے مضامین مرزا صاحب کو پہنچ گئے۔ اپنا مطلب نکل آیا پھر ۱۸۷۹ء کے خط میں بالفاظ ذیل تحریر فرماتے ہیں:-

کتاب دہراہین احمدیہ ڈیڑھ سو جزدہے۔ جبکی لاگت تخمیناً نو سو چالیس روپے ہے۔ اور آپ کی تحریر محققانہ محقق ہو کر اور بھی زیادہ ضخامت ہو جائے گی۔

ذوق سلیم رکھنے والے حضرات سے پوشیدہ نہیں کہ اس آخری مکتوب میں مولانا مرحوم کے مضامین کو جزو تصانیف نہیں کہا گیا۔ بلکہ صرف "الحاق" کے لفظ سے یاد فرمایا گیا ہے۔ دما حسن قول القائل: دل بیٹے ہی مزاج تمہارا بگڑا گیا + پھر کیا غرض کسی سے جو مطلب نکل گیا۔ واہ رے حکومت کا خود کا شستہ پودا تیرا کیا کہنا۔ جیسے روح تیسے فرشتے۔ ہمارے مندرجہ بالا مضمون سے مرزا قادیانی کی لیاقت۔ خود غرضی۔ محسن کشی عیاں غیر محتاج بیان ہے۔ میرے دل کو دیکھ کر میری وفا کو دیکھ کر + بندہ پرور منصفی کرنا خدا کو دیکھ کر:

## استفسارات کے جوابات

(از مولانا احمد الدین صاحب گنگوئی۔ میاٹوالی)

(سوال ۱) حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا حضرت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کرنا ثبوت درکار ہے۔ کتب شیعہ میں بھی کہیں اسکا ذکر موجود ہے؟

(الجواب) باسمہ سبحانہ۔ آنجناب کا حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیعت کرنا فریقین کے کتب میں موجود ہے جس سے ہر فریق اس کے تسلیم کرنے پر مجبور ہے۔ فرقہ اس قدر ہے کہ اہلسنت و الجماعت اس بیعت کو

بارضا والاختیار قرار دیتے ہیں۔ اور شیعہ اسکو تقیہ یعنی منافقانہ (العیاذ باللہ) پر حمل کرتے ہیں۔ جیسا کہ علامہ ابن حجر رستمی نے صواعق محرقہ باب فصل اول صفحہ ۳ میں لکھا ہے: فعل بطلان ما زعموه وافتروہ من ان علیاً انما بایع تقیہ و قہراً۔ یعنی شیعہ کا یہ بتان باطل ہو گیا چونکہ آپ نے حضرت علیؑ سے بیعت تقیہ اور مجبور کی وجہ کی تھی۔

اب چونکہ تقیہ شیعہ کے پھسے کی آڑ ہے لہذا ان کی کتب کے حوالہ دینے کی ضرورت نہیں۔ صرف ضرورت اس بات کی ہے کہ یہ بیعت کب ہوئی فوری یا دیر سے۔ اسکا جواب یہ ہے کہ جیسا حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے صحابہ کرام بار بار بیعت کرتے تھے اسطرح خلفاء راشدین سے بھی متعدد بیعتیں کرتے رہتے۔ تو حضرت علیؑ نے پہلی بیعت جو حضرت صدیق سے کی تھی وہ سقیفہ بنی ساعدہ میں اسی دن جس دن حضرت صدیق کی خلافت کا اتفاق تمام مہاجرین و انصاریوں پر ہو کر تمام صحابہ نے بیعت کی۔ فرق صرف اس قدر ہے کہ باقی صحابہ نے خود بخود اگر بیعت کی اور حضرت زبیرؓ اور حضرت علیؑ بولے گئے جب آئے آتے ہی بیعت کر لی۔

اس واقعہ کو ابن سعد و حاکم و بیہقی نے حضرت ابی سعید خدری سے روایت کیا ہے۔ قصہ طویل ہے اگر مفصل دیکھنا ہو تو صواعق محرقہ باب اول فصل اول صفحہ ۱۱ میں موجود ہے۔ تسلی کر لیں۔ اور موسیٰ بن عقبہ و حاکم کی جو عبد الرحمن بن عوف سے روایت ہے۔ اُس میں یہ بھی ذکر ہے کہ حضرت علیؑ وزیر کی سب سے بعد میں بیعت کرنے اور بلائے ننگ فوت پہنچانے کی وجہ لایع و طبع خلافت نہیں تھا بلکہ انکو یہ رنج ہوا کہ ہمیں اس مجلس شوریٰ میں شامل کیوں نہیں کیا گیا۔ حالانکہ ہم اس ممبریت کے زیادہ مستحق تھے ورنہ حضرت صدیق کے استحقاق خلافت میں ہمیں کوئی تامل نہیں کیونکہ وہ مصاحب غار ہیں اور ہم اُن کے شرف و بہتری کے معترف ہیں۔ اصل عبارت جو صواعق محرقہ کے باب اول فصل اول صفحہ ۱۱ میں منقول ہے یہ ہے: فقال علی والذیر باغضبنا الا لا تاخرنا عن المشورة وانا نری ابابکر احق اناس بہا ان لصاحب الغار وانا لعرف شرفه وخیره ولقد امرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالصلوۃ بین الناس وھو حی انتہی لیکن اسکا اعتذار میرے گردیا کہ یہ بیعت ناگہانی ہو گئی ہے اُس میں بلائے اور انتظار کرنے کی گنجائش نہ تھی جس سے حضرت علیؑ وزیر کی بخش جاتی رہی اور بیعت کر لی پھر دوسری بیعت جو تمام صحابہ نے حضرت صدیق سے کی وہ مسجد نبوی میں منبر سقیفہ سے دوسرے دن ہوئی اسکو ابن اسحاق نے زہری سے اور اُس نے حضرت انس سے روایت کیا ہے گو اُس میں حضرت علیؑ کا سرخا ذکر نہیں مگر عموماً الفاظ آپ کو حاوی ہیں عبارت یہ ہے: فبايع الناس ابابکر بیعة العامة بعد بیعة السقیفہ صواعق محرقہ صفحہ ۷۔

خوضاً جبکہ آپ کے مخالف کا ذکر بھی نہیں اگر آپ اس بیعت سے رجعت تو اسکو ضرور ذکر کیا جاتا جب ذکر نہیں تو معلوم ہوا کہ بايع الناس میں آپ بھی شامل ہیں۔ پھر تیسری بیعت حسب روایت دارقطنی خاص علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی

بیعت آپ کے دولت خانہ میں ہوئی۔ جبکہ تمام بی ہاشم وہاں جمع ہوئے حضرت صدیق کو بلا بھیجا جب نشر لایا تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خطبہ پڑھا جس میں حضرت صدیق کے اوصاف حمیدہ بیان فرمائے اور اپنے تاخر کا اعتذار کیا تب حضرت صدیق نے تقریر فرما کر دی معذرت پیش کی جو پہلے مذکور ہوئی پھر وہیں اسی دن بیعت کر لی۔ اس بیان کی تصریح حدیث متفق علی صحیحہ میں بھی موجود ہے۔ مواعظ محرقہ صفحہ پھر چوتھی بیعت جسکو امام بخاری وغیرہ محدثین نے روایت کیا ہے وہ بعد وفات بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے جو حضور سے بعد چھ ماہ ۴۰۰۰ زندہ رہیں منعقد ہوئی یہ بیعت مسجد نبوی میں بسرا جلاس عام بعد نماز ظہر واقع ہوئی۔

وجہ اسکی یہ تھی کہ بعد انتقال حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قرآن کے جمع کرنے میں ایسے مصروف ہوئے کہ سوائے نماز پنجگانہ دیگر تمام کام چھوڑ دیئے حتیٰ کہ غلیظہ اول کی مجلس میں آمد و رفت نشت و برخواست کا کوئی موقع نہ ملا۔ اور کچھ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے میراث طلب کر کے کی ندامت میں دم بخود رہے جس سے لوگوں کا عام ظن ہو گیا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت صدیق کی خلافت پر رضامند نہیں۔ تب حضرت علی نے حضرت صدیق کو گھر میں بلا کر آپ کے فضائل اور استحقاق خلافت کو بیان کیا اور اپنے اعتذارات پیش کر کے مسجد نبوی میں ظہر کی نماز کے بعد عام مجلس میں بیعت کرنے کا اہم کیا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اسکی تفصیل صواعق محرقہ صفحہ ۱۰۸ میں موجود ہے اور یہ جو بعض روایات میں آئی ہے کہ اس بیعت سے پہلے حضرت علی نے بیعت نہیں کی۔ کچھ ایسے روایات ضعیف ہونے کی وجہ سے قابل اعتبار نہیں جیسا کہ علامہ ابن حجر نے صواعق محرقہ کے صفحہ ۱۰۸ میں اسکی تصریح کی ہے۔ یا یوں کہئے کہ یہ روایات نافی ہیں اور مذکورہ بالا روایات مثبتہ اور اصول حدیث میں بالترتیب مذکور ہے کہ المثبت مقدم علی النافی۔ لہذا ان روایات پر کوئی اعتبار نہ ہوگا۔

بہر کیف حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیعت ضرور کی ہے۔ اس بیعت کے انکار کی کسی کو گنجائش نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (باقی آئندہ)

## استفسارات

۱) ہر خریدار ہر ماہ ایک سوال درج کرا سکتا ہے،

۱۱) تین برس کی لڑکی کے کان سے ریم جاری ہے۔ اب سنائی بھی کم دیتا ہے۔ کسی علاج سے فائدہ نہیں ہوا۔

کوئی صاحب اپنا مجرب نسخہ شمس الاسلام میں درج کرائیں۔ (دخیر ارسلانی)

۱۲) میرا ایک ماموں مرض خنزیر میں تین چار سال سے مبتلا ہے۔ اس مرض کا مجرب نسخہ درکار ہے (دخیر ارسلانی ۱۳۲۷)



# تبلیغی کتابیں!

**ختم رسالت** - مولفہ ماسٹر محمد صابئی - ۱۷  
 لاہوری - اس کتاب میں نہایت مہذبانہ پیرایہ میں مزیں ہوئے  
 تمام لائق کی تردید کی گئی ہے اور عقلی و نقلی دلائل سے  
 ثابت کیا گیا ہے کہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد  
 کسی قسم کا کوئی نبی پیدا نہیں ہو سکتا۔ قیمت ۱۲/-  
**تحفہ میرزا سیہ** - یعنی جریۃ الاسلام کے ستمبر ۱۳۲۷ء  
 کا پیشینہ جو قادیان نمبر کے نام سے موسوم ہوا تھا۔ اس میں  
 نہایت عمدہ مضامین قادیانیوں کے رد میں درج ہوئے  
 ہیں۔ قیمت ۴/-  
**بارقہ ضعیفہ** - میرزا یوگی مایہ ناز کتاب تعلیمات  
 پر نکتہ تبصرہ ..... قیمت ۱۲/-  
**تحریر قادیان** - مولفہ جنابہ حبیب صاحب  
 مالک اخبار سیاست لاہور۔ قادیانیوں کے عقاید پر  
 مکمل تبصرہ اور رد قیمت ایک روپیہ ۷/-  
**علمی جواب ہرگزشتہ چار پانچ سال کے رسائل**  
 شمس الاسلام کے کچھ پرچے موجود ہیں۔ یہ رسائل بہت جلد  
 نایاب ہو جائینگے اور پھر کسی قیمت پر نہ مل سکیں گے۔ انہیں  
 عاجزی قیمت پر ۲/- فی پرچہ کے حساب منگوا سکتے ہیں۔  
**اختلافات مرزا** - مولفہ مولوی حبیب اللہ صاحب  
 کلرک نہر امرتسر۔ میرزا قادیان کے بیانات میں  
 اختلافات ظاہر کر کے میرزا کی مذہب کی حقیقت ظاہر کی  
 ہے۔ فی سینکڑہ تین روپیہ۔ فی نسخہ ایک آنہ۔

**صدیق اکبر** - نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے یار غار کے  
 سوانح - سیرت - اخلاق و فضائل کا مرقع غیر مسلموں  
 شیعوں اور ناواقفہ، سنیوں میں مفت تقسیم کرنے  
 کے لئے فی سینکڑہ پانچ روپے فی نسخہ ایک آنہ۔  
**حقیقت تشیع** - مولفہ پیر قلی شاہ - مذہب شیعہ کے  
 سربسہ رازوں کا انکشاف فی سینکڑہ پانچ روپے فی نسخہ  
**رکعات تراویح** - بیس رکعت تراویح کا ثبوت  
 قرآن - حدیث - آثار - اجماع امت فی سینکڑہ ایک آنہ۔  
**ہدایات القرآن** - عیسائیوں کے مشہور رسالہ  
 حقائق قرآن کا مبلغ رد۔ نیز اسی رسالہ کے ذریعہ نیز ان کے  
 مغالطات بھی دور ہو سکتے ہیں۔ عیسائی لاکھوں کی تعداد  
 میں حقائق قرآن کو ہر سال مفت تقسیم کرتے ہیں۔ لہذا  
 ہدایات القرآن کی وسیع اشاعت نہایت ضروری  
 ہے۔ قیمت فی سینکڑہ سات روپے فی نسخہ تین آنہ۔  
**حرمت تعزیر داری** کے متعلق شیعہ علماء  
 و مجتہدین کے فتاویٰ - فی سینکڑہ دو روپے - علم  
**اجتناب الحنفیہ** - علماء عرب و عجم ہند  
 و پنجاب کا متفقہ فتویٰ دربارہ عدم جواز نکاح سنی  
 بامر و شعی یا مرزائی۔ قیمت ۵/-

ملنے کا پتہ

منیجر سالہ شمس الاسلام بھیرہ پنجاب



# تبلیغی کتابیں

**آفتابِ ایت:** مؤلف شیر اسلام مولانا ابوالفضل دبیر اس کتاب میں مذہبِ شیعہ کی حقیقت کا ریل طور پر واضح کی گئی ہے۔ شیعوں کے جملہ مطاعن، شیعوں کی فقہ کے گھناؤنے مسائل شیعوں کے اصول و فروع، اہلسنت کی صداقت پر قرآن و حدیث اقوال ائمہ سادات و کتب شیعہ کے حوالے، پر زبردست دلائل بیان کئے گئے ہیں اس کتاب کی موجودگی شیعہ کے مقابلہ میں دہشت گردی کا کام دیتی ہے۔ مجتہدین شیعہ اس کے جوابے عاجز ٹپکے ہیں۔ شیعہ کے جملہ اعتراضات کے دندان شکن جواب دیئے گئے ہیں۔ قیمت تین روپے دس آنے،

**سوائے میرزا:** مؤلف حاجی حکیم ڈاکٹر محمد علی صاحب۔ اس رسالہ میں طبی دلائل اور میرزا صاحب کی تحریرات سے ثابت کیا گیا ہے کہ میرزا غلام احمد قادیانی نبی تھے نہ مسیح نہ مجدد تھے اور نہ ہی ولی۔ بلکہ مرضِ بالیخولیا کے مریض تھے۔ ان کے کل الہامات اور دعویٰ محض مرضِ بالیخولیا کے باعث تھے۔ یہ رسالہ اب دوبارہ مع اضافہ کے طبع ہوا ہے جس میں فاضل مؤلف نے میرزائیوں کی بعض تحریروں کا دندان شکن جواب دیا ہے۔ قیمت ۵۔

**مُباہلہ پاکٹ بک:** مولانا عبدالکریم صاحب۔ مولوی فاضل ایڈیٹر مباہلہ کے نام نامی سے ہر گھارے کا آدمی واقف ہے۔ مولانا ممدوح قادیانیوں کے زبردست مبلغ تھے آپ نے قادیانیت سے قطع تعلقی کے بعد قادیان کے سرسبز رازوں کا انکشاف اس جرأت سے کیا کہ قادیان کے درو دیوار لرز گئے، میرزائیوں کے قصرِ خلافت میں بل جل مچ گئی۔ آپ نے حالی ہی میں میرزائیوں کی پاکٹ بک کے جواب میں مباہلہ پاکٹ بک تصنیف فرما کر مسلمانوں پر احسان عظیم فرمایا ہے۔ سائز بھی نہایت خوشنما جلد جن سہری حروف میں کتاب کا نام لکھا ہوا ہے۔ اس کتاب میں میرزائیوں کا رد و انکشاف پیرایہ میں بطرزِ جود کیا گیا ہے۔ مولانا ممدوح قادیانی لٹریچر سے خاص واقفیت رکھتے ہیں۔ اس لئے یہ کتاب مبلغین اسلام کیلئے بے حد مفید ثابت ہوگی۔ رعایتی قیمت ۱۲۔

**تذکرہ مشائخ بنگویہ:** پنجاب کے مشہور و معروف نامور علمی خاندان کے تاریخی مستند حالات حضرت مولانا محمد نعیم الدین صاحب شہید رحمۃ اللہ علیہ کے سوانح حیات مطالعہ کرنے کے خواہش مند حضرات اس رسالہ کو بقیۃ چار آنہ طلب فرما سکتے ہیں۔

**مِلے کا پتہ:** منیر جریدہ شمس الاسلام پھیر پناہ

بازارِ کراچی کے مشہور منیر جریدہ شمس الاسلام پھیر پناہ سے شائع ہوا۔